کی حقیقتوں کے پوشیدہ خزانوں کو اس قدر ظاہر فرمایا جس سے وہی انکار کر سکتا ہے
جو کور باطن اور بدطینت وخبیث فطرت ہو انہیں علمی خزانوں کے ظاہر کرنے
کی وجہ سے آپ کو باقر العلوم اور جامع العلوم اور شاہر العلوم اور رافع العلوم
کہتے ہیں اور مقامات عارفین میں آپ کے اشارے اس قدر ہیں جن کے بیان کرنے سے
زبانیں عاجز ہیں - (صواعق محرقہ ص۱۲۰)
اور علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے
حضرت کی خدمت میں حاضر رہے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نایاب
باتیں معلوم کیں شیعہ اور سنی دونوں نے مانا ہے کہ ابوحنیفہ کے معلومات کا بڑا
ذخیرہ جناب ممدوح کا فیض صحبت تھا امام صاحب نے آپ کے فرزند رشید
حضرت امام جعفر صادق ع کے فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا جس کا
ذکر عموما تاریخوں میں پایا جاتا ہے ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اس کی
وجہ یہ خیال کی ہے کہ امام ابوحنیفہ امام جعفر صادق ع کے معاصر تھے اس لئے ان
کی شاگردی کیونکر اختیار کرتے لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے
ابوحنیفہ لاکھ مجتہد و فقیہ ہوں لیکن فضل و کمال میں ان کو حضرت امام
جعفر صادق ع سے کیا نسبت - حدیث و فقہ بلکہ تمام علوم مذہبی اہلبیت
کے گھر سے نکلے ہیں اور صاحب البیت ادری بما فی البیت - (سیرۃ النعمان
ص۴۱) یعنی گھر والے گھر کی چیزوں کو بہتر جانتے ہیں -
اور علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں جن سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق ع کی خدمت میں حاضر

[illegible]
ہو گئے اور انہوں نے ان کو تعلیم دی اور قیاس کرنے سے منع فرمایا۔
(اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۹۳) لاہیجی نے لکھا ہے کہ ابو اسحاق و عطا بن ابی رباح و عمرو بن دینار
~~ابن جریج نے لکھا ہے کہ اعیان ائمہ کی ایک جماعت نے مثل یحییٰ بن سعید~~
~~اور ابن جریج اور امام مالک بن انس اور امام سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ~~
~~اور امام ابو حنیفہ اور ایوب سجستانی وغیرہ نے آپ سے حدیثیں لیں (صواعق~~
~~محرقہ ص [illegible])~~

لیکن باوجود اس کے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام نے انلوگوں کو اجتہاد کی سند
نہ دی اور شریعت میں قیاس اور رائے زنی سے منع فرمایا انلوگوں نے
نہ مانا اور ائمہ ؑ کی تقلید ترک کر کے خود اجتہاد کی دوکان کھول دی اور علم کی
کمی کی بنا پر شریعت میں قیاس و رائے زنی کی یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ سے
قوانین لئے جس کے نتیجے میں اسلام میں بیشمار شریعتیں پیدا ہو گئیں اور
بہت سے مذاہب حادث ہو گئے جو سب ایک دوسرے کو کافر بنانے لگے۔
حضرت امام جعفر صادق ؑ کے دور امامت میں ✤ سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ کی تقلید
کی جاتی تھی اور انلوگوں کا بازار اجتہاد گرم تھا۔
امام ابو حنیفہ اور امام جعفر صادق ؑ کا امتحان ✤ قاضی القضاۃ امام خوارزمی مسانید
ابو حنیفہ میں روایت کرتے ہیں کہ خود امام ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ ایک روز منصور
دوانقی نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ ابو عبد اللہ جعفر صادق ؑ علم فقاہت میں بہت
مشہور ہو رہے ہیں اور بہت لوگ ان کی طرف رجوع کر رہے ہیں تم پر لازم ہے
کہ سخت اور مشکل مسائل چن کر لاؤ۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے نہایت مشکل چالیس

[illegible]

مسائل چن کر منصور کے پاس بھیجدئے تو اس نے مجھکو بلایا جب میں دربار میں
داخل ہوا تو دیکھا کہ منصور تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے داہنی طرف حضرت امام
جعفر صادق ؑ تشریف فرما ہیں امام کی ہیبت مجھ پر منصور سے بھی زیادہ
طاری ہوئی منصور نے مجھکو بٹھلایا پھر امام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں
حضرت نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں پھر منصور نے مجھ سے کہا کہ پوچھو ان سے جو کچھ
پوچھنا ہو میں نے حضرت سے وہ چالیس مسائل پوچھے حضرت نے ہر ایک کا نہایت
مدلل اور مسکت جواب دیا امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ایسا عالم و فقیہ میں نے زندگی میں
نہ دیکھا

حضرت امام موسیٰ کاظم ؑ کے دور امامت میں ✤ امام ابو حنیفہ اور امام مالک مجتہد تھے
حضرت امام علی رضا ؑ کے دور میں ✤ امام شافعی کا اجتہاد چمک رہا تھا۔
حضرت امام محمد تقی ؑ کے دور میں ✤ احمد بن حنبل مجتہد تھے۔
حضرت امام علی نقی ؑ اور حضرت امام حسن عسکری ؑ کے دور میں ✤ انہیں چاروں مجتہدین
امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل کی تقلید جاری تھی ۔ ان کے
بعد اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا اب تا قیامت علمائے اہلسنت کو اجتہاد کی
اجازت نہیں ہے حالانکہ نہ خدا نے ان چاروں مجتہدین کو اجتہاد کی اجازت دی تھی نہ اسی نے
بند کیا بلکہ عوام نے ہی ان کو مجتہد بنایا اور عوام نے ہی انکے بعد کے لئے اجتہاد
کا دروازہ بند کر دیا حالانکہ جو علمی صلاحیتیں ان مجتہدین میں موجود تھیں ان سے
بہتر صلاحیتیں آج کے علماء میں موجود ہیں اور جن دلیلوں سے وہ اجتہاد کرتے تھے
یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس آج بھی علماء کے ہاتھوں میں موجود ہیں پھر

[illegible]

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام
احمد بن حنبل کو اجتہاد کا حق کیونکر حاصل ہو گیا اور ان کے بعد والوں کو
یہ حق کیوں نہ حاصل ہوا اور یہی سوال خلافتوں کے متعلق ہے کہ اگر حضرت
ابوبکر و عمر و عثمان کو خلافت کا حق حاصل تھا تو ان کے بعد والوں کو کیوں
نہ حاصل ہوا اور اگر بعد والوں کو حق نہیں ہے تو ان لوگوں کو کیونکر حاصل
ہو گیا۔ کیا ساری صلاحیتیں انہیں لوگوں میں موجود تھیں ان کے بعد والے ان صلاحیتوں
سے محروم ہیں حالانکہ آج لاکھوں جدید مسائل ایسے پیدا ہو چکے ہیں اور پیدا ہوتے رہتے
ہیں جن کا ابتدائے دور اسلام میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا نہ ان کے متعلق
متقدمین کے فتوے موجود ہیں یہ تو رسالت و خلافت الٰہیہ کی شان ہے کہ خواہش
کو چاہے رسول یا خلیفہ رسول بنائے اور جس پر چاہے ختم کر دے بندوں کو
اس میں چون و چرا کا کوئی حق نہیں ہے۔
شیعوں کے یہاں اجتہاد کا دروازہ اب بھی کھلا ہے اور تا ظہور حضرت قائم آل محمدؑ کھلا
رہے گا۔

ایک مثال — خلیفہ متوکل عباسی کے زمانے میں (جبکہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا تھا)
ایک نصرانی متوکل کے پاس لایا گیا جس نے ایک مسلمان عورت سے زنا کیا تھا جب
اس کا جرم ثابت ہوا اور متوکل نے سزا دینی چاہی تو وہ مسلمان ہو گیا اب
سوال یہ پیدا ہوا کہ اس کو سزا دینی چاہئے یا نہیں۔ قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے
فتویٰ دیا کہ اسلام نے اس کا سب گناہ دھو دیا اب اس کو سزا نہیں دی جا سکتی
دوسرے علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ اس پر تینوں حدیں جاری کی جائیں۔ جب

علماء میں اختلاف ہوا اور کوئی فیصلہ نہ ہوسکا تو متوکل نے حضرت امام علی نقی ؑ کے پاس
مسئلہ لکھ کر بھیجا اسوقت آپ سامرہ میں متوکل کے قید میں تھے آپنے تحریر
فرمایا کہ اس کو اتنے تازیانے مارے جائیں کہ مرجائے - اس جواب سے علماء
نے مخالفت کی اور کہا کہ یہ حکم قرآن وسنت رسول کے خلاف ہے ہوا پھر سے دریافت
کیا جائے کہ آپ نے کس دلیل سے یہ حکم دیا حضرت نے لکھ کر بھیجا کہ خداوند عالم
ارشاد فرماتا ہے کہ لما راؤ باسنا قالوا امنا باللہ وحدہ و کفرنا بما کنا بہ
مشرکون فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راؤ باسنا (پارہ ۲۴ سورہ مومن) یعنی
جب ان کفار نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہا کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جس
چیز کو ہم نے اس کا شریک بنا رکھا تھا اب اس کو نہیں مانتے تو جب انلوگوں
نے ہمارا عذاب آتا دیکھ لیا تو اب ان کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا -
یعنی اس عیسائی نے عذاب کے ڈر سے ایمان قبول کیا ہے ہوا اس کا اسلام قبول
نہیں ہے یہ جواب پاکر سب علماء خاموش ہوگئے اور متوکل نے حکم دیا کہ اس
کو اتنا مارا جائے کہ مرجائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (احتجاج طبرسی رح ص ۲۳۳)
علماء اسلام کو معلوم نہ تھا کہ اس عیسائی کے متعلق قرآن میں کیا حکم ہے نہ اس
مسئلہ میں خلفاء ثلثہ یا ائمہ اربعہ کا کوئی فتویٰ موجود تھا - حضرت امام علی نقی ؑ
نے قرآن سے حکم نکال کر قیامت تک کے لئے دیدیا اور ثابت کر دیا کہ اجتہاد کا دروازہ
تاقیامت بند نہیں ہوسکتا نیز یہ بھی ثابت کر دیا کہ صحیح شریعت المصیہ سواء اہلبیت
کی ڈیوڑھی کے کہیں سے نہیں مل سکتی -
لیکن - افسوس کہ مسلمانوں نے کسی دور میں بھی اہلبیت کی تقلید نہ کی - وہ اہلبیت جن سے

علوم وحکمت کے دریا جاری ہوئے مسلمانوں نے ان سے کچھ نہ لیا اور جو کچھ لیا وہ نہیں کے برابر ہے حالانکہ حضرت رسول اللہ ص نے امت کو صحابہ یا امام زہری و حسن بصری و سفیان ثوری و ابو حنیفہ و مالک و شافعی و حنبلی کی تقلید کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ قرآن و اہلبیت کی پیروی کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ دیکھو تم لوگ میرے اہلبیت کو تعلیم دینے کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ وہ تم سے اعلم ہیں (صواعق ص ۹۰)

علوم و اصول ائمہ اہلبیت ع

کل ائمہ اہلبیت ع کے علوم کا ذکر کہاں تک کیا جائے صرف دور حضرت امام محمد باقر ع اور حضرت امام جعفر صادق ع یعنی علوم و معارف کے جو چراغ روشن ہوئے ہیں ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا صرف حضرت امام جعفر صادق ع کے چار ہزار اصحاب تھے جنہوں نے حضرت کی حدیثوں کو جمع کر کے ہزاروں کتابیں لکھیں - جنمیں چار سو کتابیں اصول کہی جاتی ہیں جن کو حضرت کے چار سو ثقہ اور جلیل القدر اصحاب نے کتاب کی صورت میں جمع کیا اور یہی کتابیں مذہب حقہ امامیہ کا سرمایہ ہیں -

پھر علماء نے ان چار سو کتابوں کو یکجا کر کے چار کتابیں مرتب کیں یہ کتابیں بلا شک متواتر اور صحیح ہیں -

۱ کافی - اس کو کلینی رح نے جمع کیا ان کا انتقال ۳۲۹ھ میں بغداد میں ہوا اس کتاب میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے حدیثیں ہیں -

۲ من لا یحضرہ الفقیہ - اس کو محمد بن علی بن حسین صدوق رح نے جمع کیا اس میں چار ہزار چار سو پچانوے حدیثیں ہیں آپ کا انتقال ۳۸۱ھ میں ہوا -

۳۔ تہذیب ۔ اسمیں ایک ہزار تین سو اکسٹھ حدیثیں ہیں اس کو محمد بن حسن بن علی طوسی ام نے جمع کیا آپ کا انتقال ۴۶۰ھ میں ہوا۔

۴۔ استبصار ۔ اس میں پانچ ہزار پانچ سو گیارہ حدیثیں ہیں اس کو بھی شیخ طوسی؟ نے جمع کیا۔

یہی چار کتابیں اہم ہیں جن پر فقہائے امامیہ کا اعتماد ہے ورنہ یوں تو حدیث کی کتابیں ہمارے یہاں ہزاروں اور فقہ کی ہزاروں ہزار ہیں۔

اصحاب ائمہ علیہم السلام نے عہد حضرت امیر المومنین ع سے گیارھویں امام حضرت امام حسن عسکری ع کے عہد امامت تک ۶۶۰۰ کتابیں حرف ابواب فقہ میں تحریر کی ہیں جن کو صاحب وسائل الشیعہ نے جمع فرمایا ہے ۔ علاوہ ان ہزاروں ہزار کتابوں کے جو جلادی گئیں یا دھو ڈالی گئیں جن کا خود علمائے اہلسنت نے اعتراف کیا ہے۔

نہج البلاغہ ۔ حضرت امیر المومنین ع کے کلام کا مجموعہ جو فصاحت و بلاغت و بلندیٔ مطالب و استحکام معانی میں بعد کلام پروردگار اپنی نظیر نہیں رکھتا جس کے ایک ایک جملے کے مقابل دنیا کی بلاغت سربسجود ہے جس کی بہت سی شرحیں اور بہت سے ترجمے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

صحیفۂ کاملہ ۔ جس کو زبور آل محمد بھی کہتے ہیں حضرت امام زین العابدین ع کی دعاؤں کا مجموعہ ہے یہ وہ خزانے ہیں جن سے حضرات اہلسنت اپنی غفلت و روگردانی کی وجہ سے محروم ہیں۔

مسلمانوں نے دشمنان اہلبیت سے حدیثیں لیں لیکن اہلبیت سے نہ لیں ✤ اہلبیت رسول جو

سلسلہ نبوت اور باب مدینہ علم اور شریک و مثیل قرآن ہیں باوجود اس کے کہ
ان سے اسقدر صحیح السند حدیثیں منقول ہیں جنکی تعداد اہلسنت کی صحاح ستہ
سے کہیں زیادہ ہے لیکن مسلمانوں نے ان سے حدیثیں نہ لیں اور اگر
کچھ حدیثیں لیں بھی تو ان پر عمل نہیں کرتے جیسا کہ قرۃ العینین کے حوالہ
سے شاہ ولی اللہ صاحب کا قول گزر چکا۔

امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری میں حضرت امام محمد باقر ؑ اور حضرت امام صادق ؑ
سے حدیث نہ لی حالانکہ انہوں نے بہت سے خارجی و ناصبی راویوں سے
روایتیں لی ہیں جس پر ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اور علامہ ذہبی
نے میزان الاعتدال میں اعتراض کیا ہے اور بخاری ہی پر موقوف نہیں ہے
بلکہ اہلسنت کے چاروں مذاہب کی کتابیں ائمہ اہلبیت ؑ کی حدیثوں
سے خالی ہیں۔

چنانچہ ملا معین لاہوری نے دراسات اللبیب میں لکھا ہے کہ فالفجیعۃ
کل الفجیعۃ علی الائمۃ ان خلت من الکتب الاربعۃ من مذھب
ائمۃ اھل البیت ثم اذا وجد فیھا شئی من ذالک یعارض بمثلہ و
قد سبقت منا رسالۃ مفردۃ فی انتقاد الموضعین۔ یعنی افسوس
ہزار افسوس ہے ائمہ پر کہ ہمارے چاروں مذاہب کی کتابیں ائمہ اہلبیت
علیہم السلام کے مذہب سے خالی ہیں پھر طرفہ یہ ہے کہ اگر ان کتابوں میں
ان کا کوئی قول پایا بھی جاتا ہے تو بالکل اس کے مخالف دوسرا قول پیش کر کے
اس کو توڑ دیا جاتا ہے اور میں اس موضوع پر پہلے ہی ایک رسالہ لکھ چکا

ہوت جسمیں ان چیزوں پر تنقید کی ہے -

صحاح ستہ کے چند خارجی و ناصبی راویوں کے نام

عمر بن سعد - کربلا میں یزیدی فوج کا جرنل - راوی نسائی ہے (میزان الاعتدال وتقریب التہذیب ابن حجر عسقلانی)

شبث بن ربعی - قاتل حضرت امام حسین ؑ راوی ابوداؤد و نسائی ہے - (التقریب)

حصین بن نمیر - قاتل حضرت امام حسین ؑ راوی بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ہے (التقریب)

شمر ذی الجوشن - خارجی قاتل حضرت امام حسین ؑ اس سے اسحاق سبیعی نے حدیثیں لیں اور اسحاق سے صحاح ستہ میں حدیثیں لی گئیں -

اشعث بن قیس - سردار خوارج راوی بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی وابن ماجہ و موطا امام مالک ہے (الملل والنحل شہرستانی)

اسمعیل بن سمیع - خارجی راوی ابوداؤد و مسلم و نسائی ہے (تقریب)

حریز ابن عثمان - ناصبی راوی بخاری و ابوداؤد و نسائی وابن ماجہ و موطا ہے (التقریب) یہ حریز بن عثمان صبح کی نماز کے بعد جبتک ستر مرتبہ حضرت علی ؑ پر العیاذ باللہ لعنت نہیں کر لیتا تھا مسجد سے باہر نہیں نکلتا تھا (النصائح کافیہ ص ۸۶)

(صحاح ستہ کے چند حدیث ساز راوی)

محمد بن یونس شامی کدیمی - راوی ابوداؤد اس نے ایک ہزار جھوٹی حدیثیں بنائیں (میزان الاعتدال علامہ ذہبی)

حسن بن عمارہ - راوی بخاری و ترمذی وابن ماجہ یہ حدیثیں بنایا کرتا تھا

ابن عیینہ نے کہا کہ حسن ابن عمارہ جب امام زہری کی طرف نسبت دیکر حدیثیں بیان کرتے تھے تو میں اپنے کانوں میں انگلی ڈال لیتا تھا یہ بہت بڑے فقیہ اور بغداد کے قاضی تھے (میزان)

عبداللہ بن ابراہیم غفاری - راوی ابوداؤد و ترمذی انہوں نے خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کی مدح میں حدیثیں بنائیں (میزان)

حبیب ابن ابی حبیب مصری - راوی ابن ماجہ اکذب الناس تھا اس کی کل حدیثیں بنائی ہوئی ہیں (میزان)

حمزہ ابن ابی حمزہ ترمذی - ان کی کل حدیثیں بنائی ہوئی ہیں (میزان)

حارث بن عمیر - راوی بخاری و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و سنن نسائی یہ جھوٹی حدیثیں اچھے لوگوںا کی طرف نسبت دیکر بیان کرتے تھے (میزان)

یہ چند نام میں نے نمونہ کے طور پر لکھ دیے ایسے کئی سو جھوٹے اور دشمن اہلبیت راوی ہیں جن کی حدیثیں صحاح ستہ میں بھری پڑی ہیں لیکن اہلسنت کی صحاح ستہ اہلبیت ؑ کی حدیثوں سے خالی ہیں اور ہیں ہبی تو بہت کم یا ایسی حدیثیں ہیں جو جھوٹے راویوں نے خلفاء ثلاثہ کی مدح میں بنا کر اہلبیت ؑ کی طرف منسوب کر دی ہیں۔

مسلمانوں نے نوے برس تک ستر ہزار ممبروں پر آل رسول کو دشنام دیا ✤ ابوالفداء نے لکھا ہے کہ جنگ صفین کے بعد امیر معاویہ نے اپنا یہ اصول بنا لیا تھا کہ بر سر ممبر حضرت علی ؑ کو برا کہا کرتے تھے (تاریخ ابوالفداء جلد ۱ صفحہ ۹۶)

نیز لکھا ہے کہ کانا معاویہ وعمالہ یدعون لعثمان فی الخطبۃ یوم الجمعۃ ویسبون

علیا ولما کان المغیرہ متولی الکوفہ کان یفعل ذالک طاعۃ لمعاویۃ فکان یقوم حجر ؓ وجماعۃ معہ ویردون علیہ سبہ (ابوالفداء) یعنی معاویہ اور اس کے عمال جمعہ کے روز خطبہ میں عثمان کے لئے دعا کرتے تھے اور حضرت علی ؑ کو دشنام دیتے تھے اور جب مغیرہ کوفہ کا حاکم ہوا تو وہ بھی معاویہ کی خوشامد میں ایسا ہی کرتا تھا تو صحابی رسول ؐ حضرت حجر بن عدی اور ان کے ساتھ ایک جماعت کھڑی ہو کر اس کی رد کرتے تھے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان معاویۃ کان اذا قنت سب علیا و ابن عباس و الحسن والحسین والاشتر (کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۳) یعنی معاویہ ہمیشہ نماز کے قنوت میں حضرت علی ؑ اور ابن عباس رض اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور مالک اشتر کو دشنام دیا کرتے تھے۔

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ انہ کان فی ایام بنی امیۃ اکثر من سبعین الف منبر یلعن علیھا علی بن ابیطالب علیہ السلام بما سنہ لھم معاویۃ (النصائح کافیہ صفحہ ۷۲) یعنی بنی امیہ کے دور خلافت میں ستر ہزار ممبروں پر علی بن ابیطالب علیہ السلام پر لعنت کی جاتی تھی جیسا کہ معاویہ نے ان کے لئے سنت جاری کر رکھی تھی۔

اور ابو عثمان جاحظ نے اپنی کتاب الرد علی الامامیۃ میں لکھا ہے کہ معاویہ جب خطبہ پڑھتے تھے تو کہتے تھے کہ اللھم ان اباتراب الحد فی دینک و صد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا و عذبہ عذابا شدیدا (النصائح کافیہ صفحہ ۶۹) یعنی اے اللہ ابو تراب نے (نعوذ باللہ) تیرے دین میں کفر کیا ہے اور تیری سیدھی راہ سے لوگوں کو روکا ہے تو ان پر لعنت کر اور شدید عذاب کر۔

پھر یہی عبارت لکھ کر سارے ممالک اسلام میں بھیج دی چنانچہ یہی عبارت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک جمعہ کے خطبوں میں پڑھی جاتی تھی (نصائح کافیہ)

سنہ ۳۷ھ میں حضرت امیر المومنین ؑ سے معاویہ سے صلح ہوئی اسوقت سے ۹۹ھ تک جب عمر بن عبدالعزیز نے اس رسم کو حجاز و عراق میں بند کیا (باسٹھ برس کل) ستر ہزار ممبروں پر آل رسول کو گالیاں دی جاتی تھیں یہانتک کہ حمص کے علما نے تو اجماع کر لیا تھا کہ خطبوں میں بغیر حضرت علی پر لعنت کئے ہوئے نماز جمعہ صحیح نہیں ہوتی جب عمر بن عبدالعزیز اموی بادشاہ ہوا تو اس نے خطبہ جمعہ میں حضرت علی ؑ پر لعنت نہ کی تو مسجدوں میں ہر طرف سے شور ہوا کہ یا امیر المومنین آپ نے سنت کو کیوں ترک کر دیا - یہ مرض عوام ہی تک محدود نہ تھا بلکہ بہت سے محدث اور راویان احادیث اور علماء اسی رنگ میں نظر آتے تھے (نصائح کافیہ ص ۸۶)

ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن ؑ کی وفات کے بعد معاویہ نے حج کیا اور مدینہ پہونچ کر چاہا کہ ممبر رسول پر حضرت علی ؑ کو برا کہے تو اس سے کہا گیا کہ یہاں سعد بن ابی وقاص موجود ہیں شاید ان کو برا معلوم ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے ان سے دریافت کر لیجئے تو معاویہ نے ان سے اجازت چاہی انہوں نے کہا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو میں مسجد سے نکل جاؤں گا اور پھر کبھی نہ آؤں گا یہ سن کر معاویہ اپنے ارادے سے باز آئے لیکن سعد کے انتقال کے بعد معاویہ پھر مدینہ آئے تو انہوں نے ممبر رسول پر نفس رسول پر سب وشتم کیا اور اپنے عاملوں کے پاس حکمنامہ بھیجا کہ تملوگ ممبروں پر علی ؑ

پر سب وشتم کیا کرو چنانچہ انلوگوں نے علی الاعلان دشنام دینا شروع کیا
تو ام المومنین ام سلمہ رضؓ نے معاویہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تملوگ ممبر
پر علیؑ کو برا بھلا کہتے ہو حالانکہ میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ خدا اور اس
کے رسول کے محبوب تھے۔ لیکن کسی نے نہ مانا حالانکہ ام سلمہؓ کی روایت
کے صحیح ہونے اور انکے مرتبہ کی بلندی کو سب جانتے تھے۔
مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضؓ نے
ان لوگوں سے جو امیر المومنینؑ کو برا کہتے تھے فرمایا کہ تم میں خدا کو برا کہنے والا
کون ہے لوگوں نے کہا کہ (نعوذ باللہ کہ ہم خدا کو برا کہیں — پھر فرمایا
کہ تم میں سے حضرت رسول اللہ صلعم کو برا کہنے والا کون ہے۔ لوگوں نے
کہا کہ (نعوذ باللہ) کہ ہملوگ حضرت رسول اللہ صلعم کو برا کہیں تو حضرت ابن عباسؓ
نے فرمایا کہ تم میں سے علی بن ابیطالب کو برا کہنے والا کون ہے۔ لوگوں نے کہا
ہاں ہملوگ علیؑ پر سب وشتم کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
حضرت رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے حضرت نے فرمایا کہ من سبنی فقد
سب اللہ و من سب علیا فقد سبنی یعنی جس نے مجھ کو برا کہا اس
نے خدا کو برا کہا۔ اور جس نے علیؑ کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔
(نصائح کافیہ صـ۱۴۲)
عمر بن عبدالعزیز نے اس رسم بد کو کیونکر بند کیا ✤ علامہ دیار بکری نے لکھا ہے کہ
عمر بن عبدالعزیز نے تنہائی میں ایک فقیر عرب کو اور دوسری تاریخوں میں ہے کہ
ایک یہودی کو سکھایا کہ جب میں دربار میں بیٹھوں اور دربار علماء و ارکان

دولت سے بھرا ہو تو تم مجھ سے میری بیٹی کی خواستگاری کرنا کہ مجھ سے عقد
کر دیجئے اور اس کے جواب میں جو کچھ کہوں تم اس کا یہ جواب دینا اور کچھ
خوف نہ کرنا چنانچہ ایک روز وہ بھرے دربار میں پہونچا اور موقع پاکر خلیفہ
سے کہا کہ یا امیر المومنین مجھ کو کچھ عرض کرنا ہے اور آپ بادشاہ عادل ہیں اور
میں آپ کی رعیت میں ایک فقیر و نادار شخص ہوں لیکن آپ کی رعایا پروری
اور انصاف سے امید ہے کہ آپ میری درخواست کو رد نہ فرمائینگے بادشاہ
نے پوچھا تیری حاجت کیا ہے اس نے کہا کہ میری درخواست یہ ہے کہ آپ
مجھ کو اپنی دامادی میں لے لیجئے اور اپنی صاحبزادی کا عقد مجھ سے کر دیجئے
یہ سن کر سارا مجمع مشتعل ہو گیا اور لوگوں نے اس کو سزا دینے کا ارادہ
کیا لیکن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو روکا جب سب خاموش ہو گئے تو شاہ
نے جواب دیا کہ تو ایک مرد فقیر یا یہودی ہے پھر یہ رشتہ کیونکر ہو سکتا ہے
اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین آپ خلیفہ ہیں لیکن رسول اللہ صلعم سے
افضل نہیں ہیں اور اگر میں فقیر یا یہودی ہوں تب بھی علی بن ابیطالب
سے بدتر نہیں ہوں تو جب آپ کے رسول نے علی ایسے انسان سے
اپنی لڑکی کی شادی کر دی تو اگر آپ اپنی صاحبزادی کا عقد مجھ سے کر
دیں تو اسمیں کیا عیب ہے شاہ نے جواب دیا کہ وائے ہو تجھ پر علی تو
بزرگان دین و اکابر مسلمین میں سے تھے تجھ کو ان سے کیا نسبت اس نے
جواب دیا کہ علیؑ جب ایسے بزرگ مرتبہ تھے تو آپ لوگ ممبروں پر ان کو
برا کیوں کہتے ہیں یہ جواب پاکر شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ اب تو میں

اس کے جواب سے عاجز ہوں آپ حضرات جواب دیں لیکن مجمع شرمندہ اور سرنگون بیٹھا رہا اور کوئی جواب نہ دے سکا تو بادشاہ نے کہا کہ افسوس ہے کہ اسلام کی ایسی عظیم المرتبت ہستی کو برسر ممبر برا کہا جائے۔ آج سے یہ رسم بد موقوف کی جائے اور اس کی جگہ پر خطبہ جمعہ میں یہ آیت پڑھی جایا کرے ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ چنانچہ اسی کے بعد یہ رسم مذموم بند ہوئی (تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۵۳)

امام نسائی کی موت ← اہلسنت کے امام نسائی مصر سے شام پہونچے وہاں مسجد جامع دمشق میں انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ معاویہ کے معتقد ہیں اور ملک شام کی تمام مسجدوں میں تنخواہ دار خطیب مقرر ہیں جو نمازوں کے بعد حضرت علی ؑ پر سب وشتم کرتے ہیں تو امام نسائی کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ ان کے چوتھے خلیفہ کو خود مسلمان دشنام دیں چنانچہ انہوں نے لوگوں کو منع کیا لیکن لوگ نہ مانے تو انہوں نے چند روز میں کچھ صحیح السند حدیثیں فضائل امیر المومنین ؑ میں جمع کیا اور اس کا نام خصائص علیؑ رکھا اور بغرض ہدایت ایک روز اس کو ممبر پر پڑھا لوگوں نے کہا کہ علی کے فضائل کہاں تک بیان کیجئے گا کچھ فضائل معاویہ بیان کیجئے (امام نسائی چونکہ جلیل القدر محدث تھے اور ان کو فضائل معاویہ کی حقیقت معلوم تھی) اسلئے انہوں نے کہا کہ میں تو معاویہ کے فضائل میں کوئی حدیث نہیں جانتا ہاں یہ جانتا ہوں کہ ایک مرتبہ ان کے متعلق حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لا اشبع اللہ بطنہ یعنی خدا اس کا پیٹ نہ بھرے یہ سن کر لوگ امام نسائی پر ٹوٹ پڑے اور ان کے انثیین کوٹ ڈالے اور ان کو کھینچ کر مسجد سے باہر ڈال دیا

دا[redacted] اسی صدمہ سے وہ شہید ہوئے (الفائح کافیہ ص۸۸)
انہوں نے وصیت کی کہ مجھ کو مکہ معظمہ میں دفن کیا جائے دارقطنی کا بیان
ہے کہ یہ روز دوشنبہ تیرہ صفر ۳۰۳ھ کا واقعہ ہے۔
۲۶۶ چھپا سنہ ط
اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ شام شوم میں ۳۰۳ھ تک یعنی دو سو
برس تک اہلبیت رسول کی شان میں نہایت درجہ بے ادبی اور سب وشتم کیا جاتا تھا۔

اہلبیت؏ کی توہین توہین خدا و رسول ہے

حضرت رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ
من سب علیا فقد سبنی (صواعق محرقہ ص۷۳ چھاپہ مصر) یعنی جس نے علی کو برا
کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔
نیز حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ من سبنی فقد
سب اللہ ومن سب علیا فقد سبنی (انفائح کافیہ ص۷۳) یعنی جس نے مجھ کو
برا کہا اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا
سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ من اذا علیا
فقد آذانی (صواعق محرقہ ص۷۴) یعنی جس نے علی کو اذیت پہونچائی اس نے مجھ
کو اذیت دی
حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ من سب اھلبیتی فقد ارتد عن اللہ وعن الاسلام
ومن اذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن اذانی فی عترتی فقد آذی
اللہ ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھلبیتی او قاتلھم او اعان علیھم او
سبھم (صواعق محرقہ ص۱۴۳) یعنی جس نے میرے اہلبیت کو برا کہا وہ خدا سے
اور اسلام سے نکل گیا (مرتد ہوگیا) اور جس نے میری عترت کے بارےمیں مجھ کو

اذیت دی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے میری عترت کے بارے میں
مجھ کو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔ خدا نے اس شخص پر جنت
حرام کی ہے جو میرے اہلبیت پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے یا ان سے جنگ
کرنے والوں کی مدد کرے یا میرے اہلبیت کو برا کہے۔
اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ
فی الدنیا والاخرہ (پارہ ۲۲ سورہ احزاب) یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے
رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ نے ان پر لعنت کی ہے دنیا اور آخرت میں۔
نتیجہ یہ نکلا کہ جس نے آل رسول کو برا کہا اور ان کو اذیت دی اس نے خدا
اور خدا کے رسول کو برا کہا اور اذیت دی اور اسلام سے خارج ہو گیا اس پر
دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور اس پر جنت حرام ہے

اہلبیت رسول کو اسلامی حکومتوں میں کوئی چھوٹا یا بڑا عہدہ بھی نہیں دیا گیا ۱۱ھ سے جبکہ
حضرت رسول اللہ ص کی وفات واقع ہوئی اور مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کر لیا
۲۶۰ھ تک جبکہ حضرت امام حسن عسکری ع کی وفات واقع ہوئی اہلبیت رسول کو کوئی
چھوٹا یا بڑا عہدہ بھی نہیں دیا گیا۔ وہ خانہ بدوش عرب جو ہزاروں سال سے کفر و جہالت
اور گمنامی و ذلت کی زندگی گذار رہے تھے حضرت رسول اللہ ص اور ان کے خانوادے کے
صدقہ میں عالم کے شہنشاہ بن گئے اور مال و دولت سے ان کا گھر بھر گیا بڑے
بڑے عہدوں پر فائز ہوئے کوئی بادشاہ بنا کوئی وزیر اعظم بنا کوئی جرنل کوئی گورنر
بنا یہاں تک کہ بنی امیہ یزید بن ابوسفیان۔ معاویہ ابن ابوسفیان۔ عمر بن عاص
حکم بن عاص۔ مروان بن حکم۔ عبداللہ بن سرح جیسے لوگ بھی اعلیٰ عہدوں پر

فائز ہوئے لیکن آل رسول اور خانوان رسالت کو کوئی چھوٹا سے چھوٹا عہدہ بھی نہیں دیا گیا۔

حضرت ابوبکر کے زمانے میں مکہ میں عتاب بن ولید۔ طائف میں عثمان بن ابی العاص۔ صنعاء میں مہاجر بن امیہ۔ حضرموت میں زیاد بن لبید کوفہ میں سعد بن ابی وقاص۔ شام میں ابوعبیدہ اور یزید بن ابوسفیان۔ بحرین میں علاء بن حضرمی گورنر بنائے گئے (تاریخ کامل جلد ۲ صلالا و ابن خلدون)

حضرت عمر کے زمانے میں کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ۔ بصرہ میں ابوموسیٰ اشعری۔ مصر میں عمر بن عاص۔ شام میں ابوعبیدہ پھر یزید بن ابوسفیان، پھر معاویہ بن ابوسفیان۔ حمص میں عمر بن سعد گورنر بنائے گئے۔

حضرت عثمان کے دور خلافت میں۔ بصرہ میں عبداللہ بن عامر۔ شام میں معاویہ بن ابوسفیان۔ حمص میں عبدالرحمن بن خالد۔ اردن میں ابوالاعور اسلمی۔ کوفہ میں ابوموسیٰ اشعری۔ مصر میں عبداللہ بن ابی سرح۔ آذربائیجان میں اشعث بن قیس گورنر بنائے گئے۔

غرض ہر دور خلافت میں عموماً منافقین و دشمنان اہلبیت برسر اقتدار لائے گئے اور حاکم بنائے گئے لیکن بنی ہاشم اور آل رسول جن کے صدقے میں مسلمانوں کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا کو کوئی چھوٹا سے چھوٹا عہدہ بھی نہیں دیا گیا چنانچہ علامہ شبلی نے الفاروق جلد ۲ صلاھا میں اعتراف کیا ہے کہ۔ بنی ہاشم کو بھی ملکی عہدے نہیں دے گئے۔ پھر لکھا ہے کہ بنی ہاشم عہدوں سے محروم رکھے گئے۔ کیوں مسلمانوں اگر آل رسول تمہارے زعم باطل میں خلافت کے حقدار نہ تھے تو کیا وہ

کسی عہدہ کے لائق بھی نہ تھے وہ صرف اسی لائق تھے کہ ان کو ہر چیز سے محروم کرکے ان کی میراث بھی چھین لی جائے اور ان کو قتل اور قید کیا جائے ان کا گھر پھونکا جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

صحابہ کی فتوحات صحابہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ بیان کی جاتی ہے کہ انھوں نے بڑے بڑے فتوحات کئے اور اسلام کو پھیلایا اور طاقت و رونق بخشی۔

بیشک عوام کو مرعوب کرنے اور ان کے دل و دماغ پر صحابہ کی عظمت کا سکہ بٹھلانے کا یہ اچھا ذریعہ ہے لیکن اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے فوج کی مدد سے بہت سا ملک فتح کر لینا یا بہت سے لوگوں کو بزور شمشیر اپنے صحیح یا غلط مذہب کا پابند بنا لینا سبب فضیلت نہیں ہو سکتا یہ تو عام دنیاوی بادشاہوں کا طریقہ رہا ہے اہل حق ہوں یا اہل باطل اپنے دین و مذہب اور اپنے خیالات و نظریات کی نشر و اشاعت کا جذبہ ہر انسان میں پایا جاتا ہے جس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

زردشت اس کا زمانہ گوتم بدھ سے پہلے تھا اس نے ایران میں پارسی مذہب ایجاد کیا رفتہ رفتہ جب دربار شاہی تک اس کی رسائی ہوئی شاہ گشتاسپ نے معتقدانہ اس کی تعلیم کی اس کی عقیدتمندی کو دیکھ کر اسفندیار اور لہراسپ نے بھی زردشتی مذہب قبول کر لیا پھر اپنی حکومت کی طاقت سے اس کو سارے ملک ایران میں پھیلا دیا (خیر الکلام فی احوال العرب والاسلام صفحہ ۱۲۱)

بدھ مذہب - ۲۵۷ سال قبل مسیح بہار کا راجہ اشوک بدھ مذہب
کا سرگرم معتقد ہوگیا اور اس نے اس مذہب کو راج دھرم بنا دیا اور اپنی
کوشش سے سارے ہندوستان و بیرون ہند میں پھیلا دیا پھر رفتہ رفتہ
دیگر بادشاہوں نے اس مذہب کو افغانستان - نیپال - ترکستان - تبت
و منگولیا - منچوریا - جاپان - سیام - برھما - بنگال - سنگلدیپ وغیرہ
میں پھیلا دیا (مختصر تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۱۲)

عیسائی مذہب - مولوی محمد عبد الحی صاحب بوالوی نے اپنی کتاب خیر الکلام ۱
میں لکھا ہے کہ مذہب عیسوی کو حضرت عیسی کی حیات میں کچھ فروغ نہ ہوا
نہ یہودیوں کو اس جدید مذہب پر اطمینان تھا آپ کے عروج آسمانی کے
بعد آپ کے حواری بھی ہر طرح اشاعت مذہب عیسوی میں کوشش کرتے
رہے لیکن کبھی خفیف ان کی کوشش کا نتیجہ ظاہر ہوا - تھوڑے عرصہ کے بعد
ساول نامی یہودی جو حضرت عیسیٰ اور مذہب عیسوی کا سخت مخالف
تھا جو آیندہ تاریخ کلیسہ میں سینٹ پال یا پولوس مشہور ہوا عیسائی
ہوگیا اسوقت تک بجز معدودے چند اسرائیل کے اور کسی قوم کے لوگ
عیسائی نہیں ہوئے تھے نہ حواریوں نے کسی قوم کو مذہب عیسوی کی
طرف بلایا تھا - پولوس نے اپنی عاقلانہ پالیسی سے یہ مناسب سمجھا کہ
ہر عیسائی قیود شریعت سے آزاد کر دیا جائے اس نے یہ حکم نافذ کر دیا
کہ پرانے احکام کمزور اور لائق تنسیخ ہیں اور پاکوں کے لئے سب پاک
ہے اس حکم نے ساری تکلیفات شرعیہ مذہب عیسوی سے دور کر دیں

جنلوگون کی طبیعت آزادی پسند تھی وہ خوشی سے مذہب عیسوی میں داخل ہونے لگے۔

فرقہ اول جو واقعی عیسائی تھا بدعتی قرار دیا گیا اور ایبیونیہ کے نام سے مشہور ہوا (خیرالکلام صفحہ ۱۲۰)

جسطرح اسلام میں شیعہ جو واقعی مسلمان ہیں اور مذہب محمد و آل محمد پر ہیں بدعتی قرار دے گئے اور ان کا نام رافضی رکھا گیا۔ (مؤلف)

پھر صفحہ ۱۲۱ میں لکھا ہے کہ پولوس اپنی حکمت عملی سے کامیاب ہو گئے اور انہوں نے مذہب عیسوی کو پوری طرح ترقی دیدی۔

پھر صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ چوتھی صدی عیسوی میں قسطنطین بادشاہ روما الکبری عیسائی ہوگیا اور اپنی سلطنت و دولت و قوت کے ذریعہ سے ہزاروں لوگوں کو عیسائی کرلیا۔ قسطنطین ثانی جب اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھا وہ بھی ہرطرح اشاعت مذہب عیسوی میں ساعی رہا اس کا حکم عام تھا کہ جو شخص سوائے مذہب عیسوی کے کوئی مذہب اختیار کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔

اس طرح دین عیسوی بلکہ دین پولوس دنیا میں پھیل گیا۔ تو کیا کوئی صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ ؑ اور آپ کے حواری دین عیسوی کو کوئی ترقی نہ دے سکے لہذا ان کا مرتبہ خدا اور خلق خدا کی نگاہ میں کم تھا اور چونکہ پولوس نے دین عیسوی میں ترمیم و تنسیخ کر کے اس کی شکل بدل کر اور عام پسند بنا کر دنیا میں پھیلا دیا اور اس کے بعد قسطنطین نے اس کو کافی رونق و طاقت بخشی لہذا ان کا مرتبہ حضرت عیسیٰ ؑ اور ان کے حواریوں سے

زیادہ تھا۔
اس قسم کے واقعات سے دنیا کی تاریخیں بھری پڑی ہیں اور آج بھی دنیا
دیکھ رہی ہے کہ کسطرح حکومتیں اپنے مذہب اور معتقدات کی نشر و
اشاعت میں کوشاں ہیں تاکہ اکثریت حاصل کرکے دنیا پر حکومت کریں
پس اگر خلفاء ثلثہ نے فتوحات کے ذریعہ سے بزور شمشیر لوگوں کو اپنے
معتقدات کا پابند بنالیا تو یہ بات ان کے خصوصیات سے نہیں ہے نہ
یہ امر ان کی افضلیت و خلافت کی دلیل ہوسکتی ہے۔ خلفاء ثلثہ سے تو
کہیں زیادہ سلاطین بنی امیہ اور بنی عباس نے اور ان کے بعد کے اسلامی
بادشاہوں نے اسلام کو رونق و طاقت بخشی حالانکہ انہیں سے زیادہ تر
فاسق و فاجر اور جاہل تھے تو کیا یہ سب خلیفہ رسول اور افضل امت
ہوگئے یہ تو کھلی ہوئی راہ پرستی ہے۔
خدا کے دین کی ترقی یہ نہیں ہے کہ اسمیں بزور شمشیر بہت سے لوگ داخل
کرلئے جائیں چاہے اس کے اصلی خدوخال کو بدل دیا جائے اور بہت
سی بدعتیں اسمیں رائج کردی جائیں۔ خدا کے دین کی ترقی یہ ہے کہ
اس کو اس کی اصلی شکل و صورت میں اللہ کے بندوں تک پہونچا دیا
جائے چاہے اس کی پیروی کرنے والے کم ہی کیوں نہ ہوں۔
انبیاء مرسلین اور انکے اوصیاء کا فریضہ یہ ہے کہ وہ خدا کے دین کو
تغیر و تبدل و تحریف سے بچائیں اور اس کا پیغام ٹھیک ٹھیک اس کے بندوں
تک پہونچا دیں قبول کرنا یا نہ کرنا یہ بندوں کا فعل ہے اس کی ذمہ داری

انبیاء و اوصیاء پر عائد نہیں ہوتی چنانچہ خداوند عالم قرآن مجید میں اپنے رسول سے ارشاد فرماتا ہے کہ قل للذین اوتوا الکتاب والا میین ااسلمتم ط فان اسلموا فقد اھتدو و ان تولو فانما علیک البلاغ ط واللہ بصیر بالعباد ہ (ال عمران پارہ ۳) یعنی اے رسول تم اہل کتاب اور جاہلوں سے پوچھو کہ تم اسلام لائے (یا نہیں) تو اگر اسلام لائے تو بیشک راہ راست پر آ گئے اور اگر منہ پھیریں تو اے رسول تم پر تو صرف پیغام پہونچا دینا فرض ہے اور خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اور سورہ نساء پارہ ۵ میں ارشاد فرماتا ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیھم حفیظا ہ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا تو تم کچھ فکر نہ کرو کیونکہ ہم نے تم کو لوگوں پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء و اوصیاء کا کام بندوں تک خدا کا پیغام پہونچا دینا ہے اور بس۔ قبول کرنا یا نہ کرنا بندوں کا فعل ہے اور بزور شمشیر لوگوں کو اپنے حلقہ اطاعت میں لانا بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ اسی بنا پر دنیا کے فاتح اور بزور شمشیر اپنے عقائد و خیالات کی اشاعت کرنے والے بلا امتیاز کفر و اسلام ہر قوم میں بیشمار پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن خدا کی نگاہ میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔

لیکن پیغمبر وہی پیغمبر وہی ہوتا ہے جس کو خدا منتخب کرے چاہے وہ دنیا میں کچھ بھی فتوحات نہ کرے اور اس پر معدودہ چند ہی ایمان لائیں لیکن خدا کی نگاہ میں اسی کا مرتبہ اونچا ہے حضرت عیسی ۲ اپنے دور نبوت میں دین عیسوی کو کچھ بھی

الله

ترقی نہ دے سکے نہ کوئی ملک فتح کیا لیکن مہ خدا کی نگاہ میں روح اللہ اور کلمۃ الله ہی رہے اور پولوس اور قسطنطین نے عیسائی مذہب کو اقطار عالم میں پھیلا دیا لیکن وہ گمراہ و گمراہ کن ہی رہے۔
حضرت رسول اللہ صلعم نے اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع کرنے اور لوگوں کو جبر مسلمان بنانے کے لئے کبھی کسی پر حملہ نہ کیا بلکہ آپ کی تمام لڑائیاں دفاعی تھیں جب کفار نے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں خود مدینہ پر حملہ کیا تو آپ دفاع پر مجبور ہوئے لیکن جن کفار نے آپ سے جنگ نہ کی آپ نے ان پر حملہ نہ کیا بلکہ سفراء کے ذریعہ سے اسلام کے دعوت نامے ان کے پاس بھیجے بلکہ شاہ یمامہ اور حاکم دمشق وغیرہ کو جو اسلام کے دعوت نامے آپ نے تحریر فرمائے ان میں صاف صاف تحریر فرمایا کہ اسلم تسلم اجعل لک ما فی یدیک ( ) یعنی اسلام لاؤ سالم رہوگے اور مجھے تمہارے ملک و مال سے کوئی سروکار نہیں وہ تمہارے قبضہ میں بدستور رہے گا۔ لیکن کسی خط میں آپ نے یہ تحریر نہیں فرمایا کہ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو میں ایک لشکر جرار لے کر پہونچتا ہوں اور تمہارے تخت و تاج کو برباد کر دوں گا۔
پیغمبر اسلام کا یہ وہ پاکیزہ اور بے لوث اور خالص طریقہ تبلیغ تھا جس نے دنیا پر واضح کر دیا کہ واقعا آپ خدا کے سچے رسول اور انسانوں کے مخلص رہبر ہیں۔ پیغمبروں کے روپ میں دولت و عزت کے طالب سلطنت و حکومت کے خواہاں نہیں ہیں ان کو کسی کی دولت و حکومت سے سروکار نہیں۔ مال و اسباب کا لالچ نہیں اس اطمینان کا پیدا ہونا تھا کہ اطراف عالم سے انسانوں کے گروہ

چل پڑے اور علم و ہدایت کے بھوکے جوق جوق اکر مشرف با سلام ہونے لگے یعنی
سنہ ۹ ھ سے وفود کی آمد شروع ہوگئی یہاں تک کہ حضرت کی وفات کے قبل تقریباً عرب
کا اکثر حصہ اسلام قبول کر چکا تھا۔
کاش بعد پیغمبر اسلام کچھ دنوں اور مسلمانوں کا یہی طرز عمل رہتا یعنی ظاہر بظاہر کوئی ایسا
شخص پیغمبر خدا کی جگہ پر بیٹھتا جو ٹھیک ٹھیک پیغمبر ہی کے طریقہ پر گامزن رہتا اور خلق خدا
کو جو اطمینان و یقین پیغمبر کی طرف سے حاصل ہو چکا تھا کہ وہ طالب جاہ و منصب و حکومت
و دولت نہیں ہیں بلکہ خدا کے فرستادہ رسول ہیں - کچھ دنوں اور باقی رہتا تو آج ساری
دنیا میں سوا اسلام کے کوئی دوسرا دین نظر نہ آتا لیکن مسلمانوں نے خلافت کی عنان ہاتھ
میں لیتے ہی دنیا طلبی کے میدان میں دوڑ شروع کر دی یعنی تبلیغ اسلام کے پردے
میں وہی جابرانہ حکومت و فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا جو دنیاوی بادشاہوں کا
طریقہ رہا نتیجہ یہ ہوا کہ ناواقف قوموں کو اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے نفرت و
عداوت پیدا ہوگئی اور فاتح مسلمانوں کے طرز عمل کو دیکھ کر دنیا کو یہ شبہ ہوگیا کہ دیگر
مذاہب باطلہ کی طرح اسلام بھی صرف پیٹ کا مذہب ہے اور یہ شبہ ان کے
اسلام میں سد راہ بن گیا اور ان کے دلوں میں غیض و غضب اور جذبہ انتقام کی
آگ بھڑک اٹھی ورنہ اسلام وہ دین نہ تھا جو چند روز سوڈے کے ابال کی طرح
اٹھتا پھر ہمیشہ کے لئے فرو ہو جاتا - اسلام وہ ہمہ گیر مذہب تھا جو تمام دنیا کے مردہ
اور بے جان مذاہب کو ختم کر کے سارے عالم پر تنہا حکومت کرتا -
یہی سبب تھا کہ حضرت رسول اللہؐ ہمیشہ ان فتوحات کی مذمت فرماتی اور ان
کو سبب
ہلاکت دنیا و آخرت فرمایا -

فتوحات خلفاء ثلثہ کے متعلق حضرت رسول اللہ صلعم کی حدیثیں ۱۹ امام بخاری نے اپنی
کتاب بخاری میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لئن طال بک الحیاۃ لتفتحن کنوز کسریٰ قلت کسریٰ
بن ھرمز قال کسریٰ بن ھرمز - ولئن طال بک الحیاۃ لترین الرجل یخرج
ملا کفہ من ذھب و فضۃ یطلب من یقبلہ منہ و لیلقین اللہ احدکم
یوم یلقاہ ولیس بینہ و بینہ ترجمان یترجم لہ فیقولن الم ابعث الیک
رسولا فیبلغک فیقول بلی فیقول الم اعطک مالا وافضل علیک فیقول
بلی فینظر عن یمینہ فلا یری الا جھنم وینظر الی یسارہ فلا یری الا جھنم
(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ چھاپہ مصر) یعنی اے عدی اگر تم ہمارے بعد زندہ رہے
تو دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کر لئے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ کسریٰ بن
ھرمز فرمایا ہاں کسریٰ بن ھرمز - اور اگر تم کچھ دنوں اور زندہ رہے تو دیکھو گے
کہ ایک شخص اپنی مٹھی میں سونا اور چاندی بھر کے چاہے گا کہ کوئی اس کو لے لے
(لیکن کوئی لینے والا نہ ملے گا) اور ہر آئینہ تم میں کا ایک شخص خدا سے (روز قیامت)
اس عالم میں ملے گا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اس
کی ترجمانی کرے اس وقت خدا فرمائے گا کہ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں
بھیجا اور تم کو مال و اولاد نہیں دی اور تم پر احسانات نہیں کئے تھے تو وہ کہے گا
کہ ہاں - پھر وہ اپنی داہنی طرف نگاہ کرے گا تو سوا جہنم کے کچھ نظر نہ آئے
گا پھر اپنی بائیں طرف نگاہ کرے گا تو سوا جہنم کے کچھ نظر نہ آئے گا -
واضح رہے کہ کسریٰ کا خزانہ حضرت عمر نے فتح کیا اور اپنے ہاتھ سے تقسیم کیا

نیز حضرت نے فرمایا کہ واللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط
علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا
وتھلکیم کما اھلکتھم۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱) یعنی خدا کی قسم میں تم لوگوں کی
فقیری کو نہیں ڈرتا ہوں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ تم لوگوں پر دنیا اسی طرح
کشادہ ہو جائے گی جس طرح تم سے پہلے والوں پر ہوئی پس تم لوگ اس کی اسی
طرح پرستش کرنے لگو گے جس طرح تم سے پہلے والوں نے کی اور وہ تم لوگوں
کو اسی طرح فریفتہ کرے گی جس طرح پہلے والوں کو کیا۔
اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ استیقظ رسول اللہ صلعم فزعا
یقول سبحان اللہ ماذا انزل اللہ من الخزائن وماذا انزل اللہ من الفتن
من یوقظ صواحب الحجرات یرید ازواجہ لکی یصلین رب کاسیۃ فی
الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۵۱) یعنی حضرت رسول اللہ صلعم ایک
رات خواب سے خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور فرمایا کہ سبحان اللہ کتنے خزانے
میری امت پر نازل ہوئے اور اللہ نے کتنے فتنے نازل فرمائے۔ کوئی حجرے
والیوں کو جگا دے کہ وہ نمازیں پڑھیں (اس سے ازواج مقصود ہیں) دنیا میں
اچھے کپڑے پہننے والی کتنی عورتیں آخرت میں برہنہ اٹھیں گی۔
ان حدیثوں میں چند باتیں لائق توجہ ہیں۔
۱ـ یہ کہ اگر پروردگار عالم نے اس امت پر نازل ہونے والے خزانے عالم خواب میں
اپنے رسول کو دکھائے تو اس میں خوف زدہ اور غمگین ہونے کی کیا بات تھی آنحضرت صلعم
کو تو خوش ہونا چاہیے تھا اور شکر خدا بجا لانا چاہیے تھا کہ اس نے آپ کی امت پر خیر و برکت

نازل فرمائی اور کفار کے ملک و مال پر غلبہ عطا فرمایا لیکن حضرت بجائے خوش اور مسرور ہونے کے خوف زدہ اور غمگین ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی فتوحات اور ان کو ملنے والے خزانے آنحضرت کے نزدیک سبب مسرت نہیں بلکہ سبب رنج و ملال تھے وہ دولت و حکومت جس پر مسلمان فخر کرتے ہیں اور اسے رونق و ترقی اسلام سمجھتے ہیں حضرت رسول اللہ کے نزدیک خطرہ دین و ایمان اور سبب عذاب آخرت تھی جیسا کہ حضرت نے ارشاد بھی فرمایا کہ اے عدی اگر تم کچھ دنوں میرے بعد زندہ رہے تو دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کر لئے گئے پھر اگر کچھ دنوں اور زندہ رہے تو دیکھو گے کہ فتوحات کے ذریعہ سے مسلمانوں کے پاس اتنی دولت ہوگی کہ ایک شخص یعنی فتح کرنے والا اپنی مٹھی میں سونا اور چاندی بھر کر چاہے گا کہ کوئی اسے لے لیکن کوئی لینے والا نہ ملے گا لیکن اس کا انجام جہنم ہے۔

نیز حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ اذا فتحت علیکم فارس و روم ای قوم انتم قیل نکون کما امر اللہ قال او غیر ذلک تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون (کنز العمال جلد ۶ ص ۷۹) یعنی جب تم لوگ فارس و روم کو فتح کر لوگے تو کیسی قوم بن جاؤ گے لوگوں نے کہا کہ خدا نے جیسا حکم دیا ہے ویسے ہی رہیں گے فرمایا بلکہ بدل جاؤ گے دنیا کے عشق میں پھنس جاؤ گے پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے پھر تعلیمات اسلام سے منہ پھیر لو گے پھر ایک دوسرے کی دشمنی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲۔ یہ کہ خزانہ اور ملک حاصل کرنا اور فتنہ و فساد میں مبتلا ہونا مردوں کا

کام تھا ازواج رسول کو ان امور سے کیا تعلق تھا کہ خزانوں اور فتنوں کے ذکر کے
بعد حضرت نے فرمایا کہ کوئی حجرے والیوں کو جگادے کہ وہ نماز میں پڑھیں پھر فرمایا
کہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں برہنہ اٹھیں گی۔ اس میں
حضرت نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میری بعض بیویاں بھی دولت و حکومت
اور اچھا کھانا اور عمدہ لباس کے فریب میں مبتلا ہو کر میرے بعد فتنہ و فساد میں
حصہ لیں گی لہذا ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا انجام آخرت کی برہنگی ہے
جس سے بچنے کی راہ صرف یہ ہے کہ میری بیویاں اپنے گھروں میں بیٹھ کر خدا
کی عبادت کریں اور فتنہ و فساد و جنگ و جدال میں حصہ نہ لیں۔
اس کی تائید حضرت رسول اللہ ؐ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے عبد اللہ سے روایت
ہے انہوں نے کہا کہ قام النبی ؐ خطیبا فاشار الی مسکن عائشہ فقال ھھنا
الفتنۃ ثلثا من حیث تطلع قرن الشیطان۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ چھاپہ مصر
باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی) یعنی ایک روز حضرت رسول اللہ ؐ خطبہ پڑھنے
کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فتنہ
یہیں ہے فتنہ یہیں ہے فتنہ یہیں ہے تین مرتبہ۔ جہاں سے شیطان کی سینگ
ظاہر ہوگی۔
ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ حضرت رسول اللہ ؐ کی نگاہ میں فتوحات صحابہ کی وقعت
کیا تھی لیکن اگر زبردستی خلفاء کے فتوحات کو ان کے لئے سبب افضلیت مان
لیا جائے تو لازم آئے گا کہ وہ لوگ حضرت رسول اللہ ؐ سے بھی افضل ہو جائیں
اسلئے کہ حضرت رسول اللہ ؐ اپنی زندگی میں پورے عرب کو بھی مسلمان نہ بنا سکے

آپ کی زندگی تک اسلام صرف تھوڑے سے حلقہ میں محدود تھا لیکن خلفاء ثلثہ
نے اس اسلام کو شام و عراق و عجم و افریقہ و مصر وغیرہ دور دور ممالک تک
پھیلا دیا اور اسلامی اقتدار و حکومت قائم کر دی اور مسلمانوں کو مال و دولت
سے مضبوط کر دیا۔
لیکن اگر کہیے کہ حضرت رسول اللہ صلعم کی فتوحات سے صحابہ کی فتوحات کو کوئی
نسبت نہیں کیونکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ تھیں اور یہ دنیاوی لڑائیاں تو ماننا پڑے گا کہ
فتوحات امیر المومنین کے مقابلہ میں بھی فتوحات صحابہ کی کوئی حقیقت نہ تھی
اسلئے کہ فتوحات رسول اللہ بعینہٖ فتوحات امیر المومنین تھے۔ حضرت علیؑ ہی
کی تلوار نے اسلام کی بنیاد قائم کی اور دین خدا کو پروان چڑھایا اگر علی کی
ذات نہ ہوتی تو نہ اسلام رہ جاتا نہ صحابہ ہوتے نہ فتوحات مصر و شام ہوتے
اسی سبب سے روز جنگ خندق حضرت علیؑ جب عمرو بن عبد ود کے مقابلہ
میں چلے تو آنحضرت نے فرمایا کہ برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ (معارج
النبوت رکن ۴ باب ۸) یعنی پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ میں چلا۔
اور جب آپ نے جنگ فتح کی اور عمرو کا سر کاٹ کر لا کر رسول اللہ کے قدموں
پر ڈال دیا تو فرمایا کہ مبارزۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی
الی یوم القیامۃ (معارج النبوت جلد ۲ ص ۲۱۳ و روضۃ الاحباب جلد ۱
ص ۲۱۹ و مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۲ وغیرہ) یعنی علی کی جنگ خندق کے دن
میری امت کے قیامت تک کے کل اعمال سے افضل ہے اور امت میں
خلفاء ثلثہ بھی داخل ہیں۔ پس جس کی ایک ضربت امت کے قیامت تک

کے سارے اعمال سے افضل ہے اس کے کل فضائل کا کیا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

علمائے اہلسنت نے خلفاء ثلاثہ کے فتوحات کو انکی خلافت کے جواز کی دلیل قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہؐ نے دین اسلام کے پھیلنے اور کسریٰ اور قیصر کے ممالک کے فتح ہونے کی خبر دی تھی چنانچہ فرمایا تھا کہ اذا مات کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ (مسلم جلد ۲) یعنی جب کسریٰ مر جائے گا تو پھر کوئی کسریٰ نہ ہوسکا۔

نیز جب کسریٰ خسرو پرویز نے حضرت کا نامہ مبارک چاک کرکے زمین پر ڈال دیا اور حضرت کو اس کی خبر ملی تو فرمایا کہ یمزقوا کل ممزق یعنی خدا اقتدار سلطنت ایران کو اسی طرح پارہ پارہ کرے جس طرح اس نے میرا خط پارہ پارہ کیا ہے۔

نیز فرمایا کہ اذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ (ازالۃ الخفا حصہ اول تفسیر آیت ہفتم) یعنی جب قیصر مر جائے گا تو پھر کوئی قیصر نہ ہوگا۔

اور حضرت کی یہ کل پیشگوئیاں خلفائے ثلاثہ کے ہاتھوں پوری ہوئیں لہٰذا وہ لوگ جائز خلیفہ رسول تھے۔

تعجب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب جیسے عالم و محدث جلیل نے بھی اس دلیل کو بڑے زور و شور کے ساتھ اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

لیکن یہ دلیل انلوگوں کی اس وقت مفید ہوسکتی تھی جبکہ خود حضرت رسول اللہؐ نے فتوحات خلفاء کا انجام بد اور ان سے اظہار ناراضگی نہ فرمایا ہوتا لیکن جبکہ خود حضرت نے ان فتوحات کا برا انجام اور ان سے اپنی ناراضگی ظاہر فرمادی

- [illegible] ۱۲۱۲۱۲ [illegible] ۔ (حضرات
تواب خوش فہمی سے زیادہ ان دلیلوں کی کوئی حقیقت نہیں رہی - نیز حضرات)

مسلمانوں نے دشمنی اہلبیت کا نام اسلام اور ان کی محبت کا نام رفض رکھا

اہلبیت رسول سے دنیا کو برگشتہ کرنے اور ان کا نام و نشان مٹا دینے کا منصوبہ جو مسلمانوں نے بنایا اس کو درجہ کمال تک پہونچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اہلبیت رسول کو قتل کرنا لوٹنا - قید کرنا - ان پر سب و شتم کرنا بہترین عبادت اور نصرت دین اسلام اور ان کی محبت و اطاعت بدترین گناہ قرار دی گئی یہاں تک کہ ان کا نام لینا بھی جرم قرار پایا یا اگر کوئی بچہ علی یا حسن یا حسین نام کا مل جاتا تھا تو پکڑ کر ذبح کر دیا جاتا تھا -

زین الدین عراقی نے لکھا ہے کہ انہ کان فی ایام بنی امیہ اذا سمعوا الطفل سمی بعلی فقتلوہ فکان الناس یبدلون اسماء اولادھم وکان الحسن البصری یروی احادیث التی عن علیؑ مرسلۃ خوفا من بنی امیہ ولکن الکان الامر فی ایام بنی العباس (نصائح کافیہ ص۱۱۸) یعنی بنی امیہ کے دور میں علی نام کا بچہ جب پالیتے تھے تو لوگ اس کو قتل کر دیتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے بچوں کے نام بدل دیے تھے اور حسن بصری اپنی حدیثوں کو جو حضرت علیؑ سے منقول تھیں بنی امیہ کے خوف سے مرسل یعنی بغیر حضرت کا نام لئے بیان کرتے تھے اور یہی حال بنی عباس کے دور خلافت میں رہا -

سنی کون علامہ ابن عقیل نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جو شخص اہلبیت سے انحراف اور دشمنی ظاہر کرتا تھا وہ سنی کہا جاتا تھا اور جو شخص کوئی ضعیف حدیث یا اپنے دل سے گڑھ کر صحابہ کی تعریف میں پیش کرتا تھا وہ سب سے

([illegible])

بڑا ناصر و مددگار دین اسلام سمجھا جاتا تھا ۔

ازواج رسول ۔ میں جو سب سے زیادہ مخالف اہلبیت تھیں وہ سب سے بلند مرتبہ سمجھی گئیں حضرت عائشہ چونکہ سب سے زیادہ مخالف اہلبیت تھیں انہوں نے حضرت امیرالمومنین ؑ سے جنگ کی جسمیں اٹھارہ ہزار آدمی قتل ہوئے ۔ حالانکہ حضرت رسول اللہ نے خود حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا تھا کہ زیادہ دن نہ گذریں گے کہ میری ایک بیوی پر حواب (ایک مقام کا نام ہے) کے کتے بھونکیں گے اسوقت وہ بیوی میری ایک باغی اور فسادی اور فتنہ وعناد والے گروہ کے درمیان ہوگی ۔ پھر فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ اے حمیرا وہ بیوی میری تو ہوگی (روضۃ الاحباب جلد ۳ ص ۱۶)

نیز حضرت نے حضرت علی ؑ سے فرمایا کہ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم ۔ (مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۴۹ ووسیلۃ النجات ص ۵۵ بحوالہ ترمذی) یعنی اے علی مجھ سے وسی سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی اور اس سے مجھ سے صلح ہے جس نے تم سے صلح رکھی ۔

حضرت عائشہ نے جب حضرت علی ؑ کی شہادت کی خبر سنی تو سجدہ شکر کیا (مقاتل الطالبین حالات امیرالمومنین ؑ) آپ نے حضرت امام حسن ؑ کو پہلوئے رسول میں دفن ہونے نہ دیا (ابوالفدا جلد ا ص ۱۸۳ وغیرہ) اور حضرت کے جنازہ پر تیروں کی بارش کرائی ان خصوصیات کی بنا پر آپ کو مسلمانوں نے کل ازواج رسول سے بلند مرتبہ اور صدیقہ کا خطاب عطا کیا حالانکہ آپ کو نہ تو خداوند عالم نے قرآن میں صدیقہ فرمایا ہے نہ رسول اللہ نے فرمایا ۔

صحابہ میں جو سب سے زیادہ مخالف اہلبیت تھے وہ سب میں افضل اور واجب

[illegible]

التقلید قرار دیئے گئے اور ان کے فضائل میں بیشمار حدیثیں بنا ڈالی گیئں اور بزبان
پیغمبر ان کو جنتی ہونے کی سند بھی دے دی گئی۔
عشرہ مبشرہ ❦ علمائے اہلسنت نے اجماع کر لیا کہ صحابہ میں دس آدمی
ایسے تھے جنکے جنتی ہونے کی بشارت حضرت رسول اللہ صلعم نے دی ہے - رہ گئے
عا حضرت ابوبکر عا۲ حضرت عمر عا۳ عثمان -
عا۴ حضرت امیر المومنین ع - حضرت کو بھی بمصلحت عشرہ مبشرہ والی حدیث میں داخل کر لیا گیا
عا۵ زبیر بن عوام - آپ حضرت رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب
کے بطن سے تھے آپ مجلس شوریٰ کے ایک ممبر تھے جو حضرت عمر کے بعد ان
کے انتخاب و منشا کے مطابق خلیفہ مقرر کرنے کے لئے بیٹھی تھی - آپ حضرت
ابوبکر کے داماد تھے آپ نے حضرت ابوبکر کی بڑی صاحبزادی اسماء ذات
النطاقین سے عقد کیا تھا (معارف ابن قتیبہ حالات زبیر بن عوام)
قتل جناب عثمان کے بعد طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام مسلمانوں کی ایک
جماعت کے ساتھ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہونچے اور حضرت کو خلافت
قبول کرنے پر مجبور کیا اور سب سے پہلے طلحہ نے ان کے بعد زبیر نے بیعت
کی (روضۃ الاحباب جلد ۳ ص۳ تا ص۴)
بیعت کے بعد طلحہ نے حضرت سے بصرہ کی گورنری طلب کی اور زبیر نے کوفہ کی
حضرت فرمایا ابھی آپ حضرات ہمارے پاس ہمارے مشیر کار رہیں ہم آپ لوگوں کے
مشورہ سے فائدہ اٹھائیں یہ سن کر دونوں حضرت کے پاس سے اٹھ گئے
اور بغض و کینہ و حسد کی بنا پر حضرت کی بیعت توڑ دی اور کہا کہ ہم لوگوں

نے بجبر و اکراہ حضرت علی ؑ کی بیعت کی تھی (روضۃ الاحباب جلد ۳ ص ۸)
اس کے بعد انھوں نے حضرت امیرالمومنین ؑ سے مکہ جانے کی اجازت طلب کی عمرہ بجا لانے کے
ارادے سے حضرت نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ فتنہ و فساد کی نیت سے مکہ جا رہے
ہو اور تم سے عجیب و غریب کام ظاہر ہونے والے ہیں اچھا جہاں چاہو جاؤ لیکن جو عہد
بیعت کیا ہے تم نے اس کو نہ توڑنا غرض یہ دونوں مدینہ سے نکل کر مکہ پہونچے اور
سیدھے جناب عائشہ کے پاس پہونچے جو عمرہ بجا لانے کی غرض سے مکہ پہونچی ہوئی تھیں طلحہ اور
زبیر نے جناب عائشہ کو قتل عثمان اور حضرت امیرالمومنین ؑ کی بیعت کی خبر دی اور
حضرت امیرالمومنین اور آپ کے اصحاب اور اعوان پر قتل عثمان کا الزام لگایا اور
کہا کہ انتقام خون عثمان کا حقدار آپ سے بڑھ کر کون ہے جناب عائشہ خود حضرت
امیرالمومنین کی مخالف تھیں ہی بیعت امیرالمومنین کی خبر پا کر جنگ کے لئے تیار ہو گئیں
اور بنی امیہ اور منافقین نے آپ کا ساتھ دے دیا۔ یعلی بن امیہ نے چھ لاکھ
درہم اور تین ہزار اونٹوں سے آپ کی مدد کی اور ایک اونٹ عظیم الہیکل جناب
عائشہ کی سواری کے لئے پیش کیا جس کو سو دینار سرخ میں خریدا تھا جناب
عائشہ اس پر سوار ہو کر ایک لشکر جرار کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئیں اگرچہ
ام المومنین جناب ام سلمہ ؑ اور چند دوسرے لوگوں نے آپ کو اس کام سے منع کیا اور
عذاب آخرت سے ڈرایا لیکن طلحہ اور زبیر اور عبداللہ بن زبیر نے جناب عائشہ کو کسی کی
بات سننے نہ دی۔
عبید بن سلمہ نے جو جناب عائشہ کا عزیز قریب تھا کہا کہ مادر گرامی مجھ کو سخت تعجب ہے کہ
سب سے پہلے جس نے قتل عثمان کا فتویٰ دیا اور کہا کہ اقتلو نعثلا فقد کفر

یعنی اس نعثل کو قتل کر دو اس نے کفر کیا ہے - (نعثل ایک یہودی کا نام تھا حضرت عائشہ حضرت عثمان کو نعثل کہا کرتی تھیں) وہ آپ تھیں اور آج آپ ان کے خون کا انتقام لینے کو کھڑی ہوئی ہیں - پھر اس نے یہ شعر پڑھے -

و منک البداء و منک الغیر　　　و منک الریاح و منک المطر
وانت امرت بقتل الامام　　　وقاتله عندنا من امر

یعنی تمہیں سے ابتداء ہے اور تمہیں سے بدل جانا اور تمہیں سے ہوا ہے اور تمہیں سے بارش - تمہیں نے اپنے امام عثمان کے قتل کا حکم دیا اور ہمارے نزدیک تو ان کا قاتل وہی ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا -

پھر سعید ابن عاص جو اکابر مکہ اور مہاجرین اولین سے تھے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آئے اور لشکر عائشہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور جناب عائشہ سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے کہا کہ بصرہ جا رہی ہوں تا کہ مسلمانوں کی اصلاح کروں اور عثمان مظلوم کے خون کا انتقام لوں - سعید نے کہا کہ یہ جماعت جو اس وقت آپ کے ساتھ ہے یہی قاتل عثمان ہیں اور یہ طلحہ و زبیر جو آپ کے ساتھ ہیں انہیں نے سازش کر کے عثمان کو قتل کرایا ہے تا کہ خود خلافت پر قبضہ کریں لیکن اب جبکہ ان کی آرزوئیں پوری نہ ہوئیں تو کھڑے ہوئے ہیں کہ خون کو خون اور توبہ کو چوبہ دھوئیں (اسی طرح بہت سے لوگوں نے سمجھایا لیکن جناب عائشہ کی سمجھ میں نہ آیا (روضۃ الاحباب جلد ۳ ص ــــ)

جب جناب عائشہ کی سواری مقام حواب پر پہونچی اور کتے حضرت عائشہ کی سواری پر بھونکے تو ان کو حضرت رسول اللہ کی حدیث یاد آگئی کہ زیادہ دن نہ گذرینگے

زبیر ایک بیوی پر جواب کے کتے بھونکینگے اپنے حمیرا خدا سے ڈر میرا گمان ہے کہ میری وہ بیوی تو ہوگی - جناب عائشہ نے کہا مجھ کو پلٹاؤ - مجھ کو پلٹاؤ - طلحہ اور زبیر نے پوچھا کہ واپسی کا سبب کیا ہے جناب عائشہ نے رسول اللہ کی حدیث سنائی - عبد اللہ بن زبیر نے پچاس آدمی بلا کر ان سے گواہی دلا دی کہ یہ حواب نہیں ہے صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ اسلام میں یہ پہلی جھوٹی گواہی تھی جو دلائی گئی - ایسی واضح شہادتوں کے

طلحہ بن عبید اللہ - آپ بھی سخت ترین مخالفین اہلبیت سے تھے اور اس مجلس شوریٰ کے ایک ممبر تھے جو خلیفہ کے انتخاب کے لئے حضرت عمر نے مقرر کی تھی علامہ سیوطی نے اپنی مشہور تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ میں بروایت عکرمہ لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر نصاریٰ سے اور شام کے یہودیوں سے برابر خط کتابت کیا کرتے تھے بلکہ صحابہ میں ان لوگوں کے علاوہ اور بھی کچھ لوگ تھے جو فقر و تنگ دستی کے خوف سے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں سے مخفی خط کتابت رکھتے تھے اور حضرت رسول اللہ کی خبریں ان تک پہونچایا کرتے تھے اور ان سے مالی منفعت حاصل کرتے تھے -

آپ جنگ جمل کے دوسرے رکن تھے جس کی تفصیل گذر چکی آپ کو جنگ جمل میں آپ ہی کے ساتھی مروان بن حکم نے تیر مار کر ختم کر دیا (معارف ابن قتیبہ حالات طلحہ بن عبید اللہ)

عبد الرحمن بن عوف - آپ بھی مجلس شوریٰ کے ایک ممبر بلکہ رکن اعظم تھے حضرت عمر نے جو مجلس شوریٰ مقرر کی تھی اس کے چھ ممبر بنائے تھے - حضرت علی ۱ اور حضرت عثمان ۲ عبد الرحمن بن عوف ۳ سعد بن ابی وقاص ۴ زبیر بن عوام ۵ طلحہ ۶ -

بعد ہو کون کہہ سکتا ہے کہ جناب عائشہ نے غلطی میں مبتلا ہو کر حضرت علی ع سے جنگ کی -

اور دستور یہ دیا تھا کہ

اگر پانچ ممبران کی رائے متفق ہو اور ایک مخالف ہو تو وہ ایک قتل کر دیا جائے
اگر چار ایک طرف ہوں اور دو مخالف ہوں تو وہ دو قتل کر دیے جائیں۔
اگر تین تین دونوں طرف ہوں تو جدھر عبدالرحمن بن عوف ہوں اسی کو
خلیفہ بنایا جائے اور تین مخالف جماعت کو قتل کر دیا جائے (طبری جلد ۳ صفحہ ۲۹۴)
یہ ایک ایسا دستور تھا کہ سوا قتل کیے جانے کے حضرت علی ع کے لئے خلافت
ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا چنانچہ اس کے بعد حضرت علی ع نے حضرت
عباس سے کہا کہ خلافت اب کی بھی دوسروں ہی میں گئی جناب عباس نے پوچھا کہ
یہ کیونکر فرمایا کہ دستور یہ بنایا گیا ہے کہ اگر دونوں طرف ووٹ برابر ہوں تو
جدھر عبدالرحمن ہوں اس کو خلیفہ بنایا جائے اور معلوم ہے کہ عبدالرحمن یا عثمان
کو ووٹ دینگے یا عثمان عبدالرحمن کو اور سعد بھی اسی طرف جائینگے کیونکہ
عبدالرحمن بن عوف عثمان کے نسبتی بھائی اور سعد کے چچازاد بھائی ہیں۔
جناب عباس نے کہا کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ لوگ بنی ہاشم کو ہمیشہ
خلافت سے الگ رکھینگے (طبری جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ چھاپہ مصر)

۲ سقیفہ کی کارروائی کے بعد حضرت امیرالمومنین ع نے جب بیعت ابوبکر سے کنارہ کشی
اختیار کی تو حضرت ابوبکر نے کچھ لوگوں کو حضرت علی ع کو گرفتار کرنے کے لئے
بھیجا ان میں حضرت عمر اور خالد بن ولید اور عبدالرحمن بن عوف بھی تھے
اور ان لوگوں کے ساتھ صحابہ کی ایک بڑی جماعت تھی یہ لوگ پہونچے اور بغیر
اجازت خاتون جنت کے گھر میں (جسمیں آسمان کے فرشتے بھی بغیر اجازت

داخل نہیں ہوتے تھے) دروازہ گھس گئے جس سے مدینہ میں ہل چل پڑ گئی اور گلیاں لوگوں سے بھر گئیں (شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۱ صفحہ ۲۹۲ جزو ۶)

یہ حال دیکھ کر حضرت معصومہ ؑ بہت دردناک آواز سے روئیں اور گھر سے نکل پڑیں اور فرمایا کہ اے ابوبکر کس قدر جلد تم لوگوں نے اپنے رسول کے گھر میں لوٹ مچا دی (ابن ابی الحدید جزو ۶ صفحہ ۲۹۳)

حضرت عمر چیخ رہے تھے کہ اس گھر کو مع گھر والوں کے آگ لگا کر پھونک دو۔ (ملل ونحل شہرستانی برحاشیہ ملل ونحل ابن حزم چھاپہ مصر صفحہ ۳ے)

عبدالرحمن بن عوف کو حضرت عثمان نے منافق کہا ہے (صواعق محرقہ باب ۷ صفحہ ۶۸)

سعد بن ابی وقاص - آپ بھی عشرہ مبشرہ میں ہیں حضرت عثمانؓ کے بعد جب مسلمانوں نے حضرت امیرالمومنین ؑ کی بیعت کی تو آپ نے حضرت کی بیعت سے روگردانی کی حضرت نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ کل صحابہ نے میری بیعت کی ہے آپ بھی بیعت کر لیں اور میری اطاعت سے انحراف نہ کریں لیکن آپ نے بیعت نہ کی (روضۃ الاحباب جلد ۳ صفحہ ۷ و استقصاء جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ بحوالہ تذکرہ خواص امت) حالانکہ آپ نے یزید کی برضا وخوشی بیعت کی - (استقصاء بحوالہ بالا)

عمر بن سعد جو کربلا میں یزیدی فوج کا افسر تھا آپ ہی کا لڑکا تھا (معارف ابن قتیبہ بیان اولاد سعد بن ابی وقاص)

آپ حضرت عثمان کے چچا زاد بھائی تھے اور اس مجلس شوریٰ کے ممبر تھے جو خلیفہ کے انتخاب کے لئے حضرت عمر نے مقرر کی تھی (معارف)

ابوعبیدہ جراح - آپ حضرت ابوبکر وعمر کے دست راست اور خلافت کے

کرتا دہر تا تھا حضرت رسول اللہ نے جب انتقال فرمایا حضرت عمر تلوار لیکر مدینہ کی
گلیوں میں گشت لگا رہے تھے اور لوگوں کو دھمکی دے رہے تھے کہ اگر کسی نے
زبان سے نکالا کہ حضرت رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو اس کا سر کاٹ لوں گا اتنے
میں ایک شخص نے آکر خبر دی کہ سقیفہ میں انصار جمع ہو گئے ہیں اور سعد بن عبادہ
انصاری کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں یہ خبر پاتے ہی حضرت ابوبکر حضرت عمر کو اپنے
ساتھ لیکر تیز تیز سقیفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ ابوعبیدہ
جراح بھی تھے (بخاری جلد ۲ ص ۸۱ چھاپہ و تاریخ الخلفاء ص ۴۱) رسول اللہ
آپ کے فضائل میں سے ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کے متعلق حضرت
نے فرمایا کہ انک امین ھذہ الامۃ (مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۶۷ حالات
ابوعبیدہ جراح) یعنی تم اس امت کے امین ہو۔
اس حدیث کی حقیقت یہ ہے کہ امام اہلسنت ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں
لکھا ہے کہ سردار قریش نے ایک عہد نامہ لکھا جسمیں لکھا کہ حضرت علیؑ
کو قتل کر دینگے اور اس صحیفہ کو (امین امت) ابوعبیدہ جراح کے پاس
امانت رکھا گیا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی ما یکون من نجوی ثلثۃ
الا ھو رابعھم الایۃ پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ) یعنی جہاں کہیں تین شخص
سرگوشی کرتے ہیں تو چوتھا وہ (خدا) موجود رہتا ہے۔ اس آیت کے نازل
ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے ابوعبیدہ کو بلایا اور کہا کہ وہ عہد نامہ لاؤ
تو انہوں نے لاکر دیدیا پھر سب نے قسم کھائی کہ ہم لوگ علیؑ کے قتل
کا ارادہ نہیں رکھتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یحلفون باللہ الایۃ۔

علامہ مجلسی ارح نے لکھا ہے کہ غدیر خم کے بعد چودہ صحابہ نے یہ عہد نامہ لکھا کہ
کہ اس خلافت کو خاندان رسالت میں نہ جانے دینگے اور اس پر بہت سے
صحابہ نے دستخط کیا اور یہ عہد نامہ ابو عبیدہ جراح کے پاس امانت رکھا گیا
خداتے حضرت جبریل کے ذریعہ سے رسول اللہ ص کو اس عہد نامہ کی خبر دیدی آپ
نے ابو عبیدہ کو بلوایا اور فرمایا تم تو امین امت بن گئے یہ تو ویسا ہی
عہد نامہ ہے جیسا کہ کفار قریش نے ہمارے خلاف عہد نامہ لکھا تھا اگر خدا نے مجھ کو
صبر کا حکم نہ دیا ہوتا تو تم سب کو قتل کر دیتے یہ سن کر ان سب کے جسم میں
لرزہ پڑ گیا (شرح اربعین علامہ مجلسی ص ۹۶) یہ واقعہ تفصیل سے اس روایت
کی جو علامہ جریر طبری نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔

سعید بن زید ٭ آپ حضرت عمر کے چچا عمرو بن نفیل کے بیٹے تھے آپ کی کنیت
ابو الاعور تھی آپ ہی اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا
کہ عشرۃ فی الجنۃ ابوبکر و عمر و عثمان وعلی و الزبیر و طلحۃ و عبد الرحمن و
سعد و ابو عبیدۃ بن الجراح و ھؤلاء تسعۃ ثم سکت فقالوا انشدک اللہ
الا اخبرتنا عن العاشر فقال نشدتمونی باللہ ابو الاعور فی الجنۃ (مستدرک حاکم
جلد ۳ ص ۴۴۰ مناقب سعید بن زید) یعنی حضرت نے فرمایا کہ دس آدمی (صحابہ میں
سے) جنت میں جائینگے ابوبکر و عمر و عثمان و علیؑ و زبیر و طلحہ و عبد الرحمن و سعد و
ابو عبیدہ جراح یہ نو ہوئے پھر آپ خاموش ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ
برائے خدا وہ دسواں نام بھی بتا دیجئے تو حضرت نے فرمایا جب تم لوگوں نے خدا کا
واسطہ دیکر پوچھا ہے تو سنو وہ دسواں ابو الاعور ہیں۔

سوال - اس حدیث کے دیکھنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم
کے اصحاب ایک لاکھ سے زیادہ تھے اور عقیدہ اہلسنت کے مطابق سب کے سب
عادل و متقی اور مثل ستاروں کے اور لائق پیروی تھے لیکن آنحضرت نے صرف انہیں دس
صحابہ کے جنتی ہونے کی خبر دی ہے ورنہ آنحضرت صلعم نے جو عشرۃ فی الجنۃ
فرمایا اور اس کے بعد دس صحابہ کے نام گنائے اگر بجائے اس کے حضرت
صرف اتنا فرما دیتے کہ (اصحابی فی الجنۃ) میرے اصحاب سب جنتی ہیں
تو جملہ بھی مختصر ہوتا اور یہ اشکال بھی دور ہو جاتا - اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت
نیز اس حدیث کے پڑھنے کے بعد ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر
حسب ذیل حدیثوں کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے -
حذیفہ یمانی رض سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر
سے فرمایا کہ الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال ابوبکر یا رسول اللہ وھل
الشرک الا ما عبد من دون اللہ او ما دعی من دون اللہ قال ثکلتک
امک الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل (ازالۃ الخفا مقصد ا صفحہ 199
و منتخب کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۷) یعنی اے ابوبکر شرک تملوگوں میں
چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے یا خدا کے
سوا کسی اور کو پکارا جائے حضرت نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں
بیٹھے میں کہہ رہا ہوں کہ شرک تملوگوں میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ
پوشیدہ ہے - (یعنی کوئی محسوس نہ کر سکے گا) یہی روایت منقول ہے

جنتی تھے لیکن انہی دس صحابہ کرام کے جنتی ہونے میں شبہہ تھا لہٰذا آنحضرت صؐ نے
خصوصیت کے ساتھ انہی دس صحابہ کے جنتی ہونے کی بشارت دے کر اس شبہہ کو دور فرمادیا
تو مسئلہ اور بھی مشکل کہ ان لوگوں کے ایمان و عمل میں کون سا نقص تھا جس کی بنا
پر صحابہ کرام کو ان کے جنتی ہونے میں شبہہ تھا۔
غرض یہ کہ لاکھوں صحابہ میں جو سب بقول اہلسنت جنتی تھے صرف دس صحابہ کے جنتی ہونے کی بشارت
کا کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا نہ ایسی ناقص بات حضرت رسول اللہؐ فرما سکتے تھے پس اصل سبب
اس حدیث کی پیدائش کا یہ ہے کہ چونکہ بعد رسول اللہ اسلام میں ساری فرقہ بندیاں و
اختلافات و بے انتہا خونریزیاں و قتل و غارت اور تباہیاں و بربادیاں آل رسول کی بانی یہی نو ہستیاں
تھیں جن باتوں کی مذمت میں آیات کلام اللہ اور احادیث رسول کی ایک فوج صف بستہ
کھڑی ہے لہٰذا اس کے حملوں سے بچنے کے لئے (عشرۃ فی الجنۃ) کا قلعہ
تیار کیا گیا اور اس میں حضرت علیؑ کو بھی اسلئے شامل کر لیا گیا کہ آپ ان
کل مقومات میں مدعی کی حیثیت رکھتے ہیں

یسار سے بھی منقول ہے -
۲۲- ان رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد ھولاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق
یا رسول اللہ السنا باخوانکم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال
رسول اللہ بلی ولا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابوبکر ثم بکی ثم قال
ائنا لکائنون بعدک (موطا مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۷۵) یعنی حضرت رسول اللہ صلعم
نے شہداء احد کے متعلق فرمایا کہ میں (روز قیامت) ان لوگوں کے ایمان کی گواہی
دوں گا یہ سن کر حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ ان کے
بھائی نہیں ہیں انہیں کی طرح ہم نے بھی اسلام قبول کیا اور انہیں کی طرح جہاد
کیا حضرت نے فرمایا ہاں لیکن معلوم نہیں میرے بعد تم لوگ کیا کیا احداث کروگے یہ
سن کر حضرت ابوبکر بہت روئے پھر کہا کہ کیا ہم لوگ آپ کے بعد زندہ رہیں گے
۲۳- عبد اللہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ انا فرطکم علی الحوض
لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا ھویت لاناولھم اختلجوا دونی فاقول
ای رب اصحابی یقول لا تدری ما احدثوا بعدک (بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۴۹
چھاپہ مصر) یعنی فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تم سب سے پہلے پہونچوں گا اور
تملوگوں میں سے کچھ لوگ اٹھا کر وہاں لائے جائیں گے یہانتک کہ میں جھکوں گا
کہ ان کو پانی پلاؤں تو وہ لوگ وہاں سے ہٹا دیے جائیں گے میں کہوں گا کہ اے
میرے پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں تو خدا فرمائے گا کہ تم کو نہیں معلوم کہ
انلوگوں نے تمہارے بعد کیا کیا احداث کیے (بدعتیں قائم کیں).
غرض صحابہ کے متعلق اسی قسم کی بہت سی صحیح السند حدیثیں معتبر ترین کتابوں میں موجود ہیں

ان حدیثوں کے دیکھنے کے بعد ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ عشرہ مبشرہ والی حدیث
کی حقیقت کیا ہے۔

راوی - جو راوی سب سے زیادہ مخالف بلکہ دشمن یا قاتل اہلبیت تھا
وہ سب سے زیادہ سچا اور ثقہ قرار دیا گیا - جس کی تفصیل گذر چکی -

محدث - جو محدث سب سے زیادہ مخالف اہلبیت تھا جس نے فضائل اہلبیت
کو چھپایا اور بے اصل حدیثوں سے اپنی کتاب کو بھرا اس کی کتاب سب سے زیادہ
معتبر اور صحیح قرار دی گئی جیسے امام بخاری وغیرہ -

صوفی - جو صوفی سب سے بڑا مخالف آل رسول تھا وہ سب سے بڑا ولی اللہ
قرار دیا گیا جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی جنہوں نے اپنی کتاب غنیۃ
الطالبین میں لکھا ہے کہ واعظ اور غیر واعظ پر امام حسن اور امام حسین ع
کی شہادت کے واقعات کا بیان کرنا حرام ہے اور روز عاشور عید منانا
لباس فاخرہ پہننا سرمہ لگانا اچھے اچھے کھانے پکوا کر کھانا گلے ملنا ایک دوسرے
کے گھر تحفے بھیجنا بہت بڑا ثواب ہے اور اس کے متعلق بنی امیہ کی بنائی
ہوئی جھوٹی حدیثیں اپنی کتاب میں بھر دیں ہیں جن کے متعلق علامہ ابن حجر مکی
نے لکھا ہے کہ روز عاشور عید منانے کے متعلق جتنی حدیثیں وارد ہوئی
ہیں سب جھوٹی اور بنی امیہ کی بنائی ہوئی ہیں دیکھو (صواعق محرقہ ص ۱۰۹)
اور یہی قول ابن جوزی اور حاکم اور ابن قیم وغیرہ کا ہے -

رافضی اور شیعہ کون ← ملا مبین صاحب فرنگی محلی نے اپنی کتاب وسیلۃ
النجات صفحہ میں اور ان کے سوا دیگر علمائے اہلسنت نے لکھا ہے کہ

کہ یہ لوگ شیعوں کو محبت اہلبیت کی وجہ سے رافضی نہیں کہتے بلکہ بغض صحابہ کی وجہ سے رافضی کہتے ہیں -

~~حالانکہ یہ ایک مغالطہ ہے کیونکہ اگر یہ لوگ [illegible] شیعوں کو محبت اہلبیت کی وجہ سے~~
~~رافضی کہتے ہیں [illegible] اہلبیت [illegible]~~ لیکن حقیقت یہ ہے کہ
اہلسنت کے یہاں محبت اہلبیت ہی کا نام رفض ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ خود اہلسنت کے
بڑے بڑے پیشوایان دین و ائمہ و علماء کو اگر انہوں نے اظہار محبت اہلبیت کیا
تو ان کو شیعہ اور رافضی کا خطاب دیا گیا اور ستایا گیا اور قتل کیا گیا
جس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں -

۱ - ابو الفرج نے خذف بن بدر اسدی کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ
حج کے موقع پر مجمع سے کہا کہ لوگو تم حق کے خلاف جا رہے ہو تم نے اہلبیت
رسول کا دامن چھوڑ دیا حالانکہ وہ پیشوائے اسلام ہیں یہ سن کر لوگ ان
پر جھپٹ پڑے اور مارا یہاں تک کہ قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے کسی کو گالی نہیں
دی تھی (النصائح کافیہ ص)

۲ - حجاج بن ابی ملیکہ کو اس جرم پر مسلمانوں نے مارا کہ انہوں نے حضرت علی ع کو
برا کہنے سے انکار کیا (النصائح کافیہ ص)

۳ - امام ذہبی نے سقاء واسطی کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث طیر لکھی
(جو انس بن مالک نے حضرت علی ع کی مدح میں حضرت رسول اللہ ص سے روایت کی ہے)
تو مسلمان اس کو برداشت نہ کر سکے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور کھینچ کر کھڑا
کر دیا اور اس حدیث کو دھو ڈالا پس سقاء واسطی اپنے گھر جا کر خاموشی

کے ساتھ بیٹھ رہے۔

دارقطنی شیعہ تھے - مولوی فقیر محمد صاحب لاہوری اپنی کتاب حدائق الحنفیہ صـ۱۱۰ میں لکھتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن عمر صاحب سنن دارقطنی جنکی کتاب مشہور و معروف ہے منسوب بہ تشیع تھے۔

امام نسائی شیعہ تھے - مولوی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ امام نسائی جن کی سنن صحاح ستہ میں داخل ہے صرف منسوب بتشیع نہ تھے بلکہ صاحب تاریخ خلکان نے ان کو الفاظ "کان یتشیع" سے ذکر کیا ہے اور تشیع کی طرف ان کی نسبت صرف خیالی بات نہیں ہے بلکہ ان کی موت ہی تشیع کے سبب سے ہوئی۔

امام شافعی تقیہ باز رافضی تھے - امام شافعی نے اپنی محبت کو ان اشعار میں بیان کیا ہے۔

قالوا ترفضت قلت کلا - ما الرفض دینی ولا اعتقادی - لکن تولیت بغیر شک خیر امام و خیر هادی - ان کان حب الولی رفضا - فانی ارفض العباد

یعنی مجھ سے لوگوں نے کہا کہ تم رافضی ہو گئے ہو میں نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں نہ رافضیت میرا دین ہے نہ میرا اعتقاد ہے لیکن بغیر شک و شبہ میں سارے اماموں سے بہتر امام اور سارے ہدایت کرنے والوں سے بہتر ہدایت کرنے والے (حضرت علی ؑ) سے محبت رکھتا ہوں - تو اگر علی ولی کی محبت ہی کا نام رافضی ہے تو سن لو کہ میں سب سے بڑا رافضی ہوں -

ایضا - ان کان رفضا حب آل محمد - فلیشهد الثقلان انی رافضی

یعنی اگر آل رسول کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ میں

رافضی ہوں - (صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ۷۹ چھاپہ مصر)

نیز کہا ہے کہ ما زلت کتما منک حتی کانی - برد جواب السائلین لا عجم
واکتم ودی مع صفاء مودتی - تسلم من قول الوشاۃ واسلم

یعنی اے اہلبیت رسول میں ہمیشہ آپ کی محبت کو چھپاتے رہا یہاں تک کہ گویا میں آل رسول کی محبت کے متعلق سوال کرنے والوں کے جواب سے گونگا بنگیا - اور باوجود خالص محبت کے میں اس کو چھپاتے رہا تاکہ وہ اور خود میں بھی چغلخوروں کی چغلی سے محفوظ رہوں - (صواعق محرقہ صفحہ ۷۹)

امام حاکم صاحب مستدرک شیعہ تھے - مولانا سید ہاشم ندوی نے مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۱۲۷ خاتمہ کتاب میں لکھا ہے کہ ان الحاکم کان صدوقا عارفا ثقۃ وعدل فی الحدیث ولکن بعض الناس من العلماء المتبحرین رموہ بالتشیع وبعضھم بالرفض کما قال العلامۃ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ - یعنی محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری صدوق وعارف اور ثقہ اور عادل تھے حدیث میں لیکن بعض جلیل القدر علماء متبحرین نے ان پر تشیع کا اتہام لگایا ہے اور بعض نے رافضی کہا ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے الخ

پھر لکھا ہے کہ وروی ابن طاہر انہ سال ابا اسمعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری عن الحاکم فقال امام ثقۃ فی الحدیث لکنہ رافضی خبیث قلت لہ ان اللہ یحب الانصاف ما الرجل برافضی بل ھو شیعی فقط - یعنی ابن طاہر نے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابو اسمعیل عبداللہ بن محمد انصاری سے حاکم کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ فن حدیث میں امام اور ثقہ تھا لیکن خبیث رافضی تھا [illegible]

مین نے کہا کہ خدا انصاف کو پسند کرتا ہے وہ شخص رافضی نہ تھا بلکہ فقط شیعہ تھا۔
اس کے بعد مولانا ہاشم ندوی صاحب نے عبد الوہاب بن تقی الدین سبکی
کا محاکمہ نقل کیا ہے پھر آخر مین فیصلہ کیا ہے کہ ولم نر علی انہ اظہر شیئا من التشیع
والرفض فی کتابہ المستدرک فکیف نتیقن انہ کان شیعیا او رافضیا۔
یعنی ہم تو نہیں دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک میں شیعیت یا رافضیت
کا کچھ بھی اظہار کیا ہو تو کیونکر یقین کر لیں کہ وہ شیعہ یا رافضی تھے۔
ان مختصر بیانات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اہلسنت کے یہاں شیعیت
اور سنیت کا معیار محبت و مخالفت اہلبیت ہے جسمین کچھ بھی محبت اہلبیت ہے
یا جو شخص فضائل اہلبیت ؑ کو ظاہر کرے وہ رافضی ہے شیعہ ہے خبیث ہے۔
اور نہ جانے کیا کیا ہے اور جو مخالف اہلبیت ہو اور ان کے فضائل کو چھپائے
اور صحابہ کو جسقدر ممکن ہو بڑھائے وہ کامل مسلمان۔ متقی اور اعلیٰ جنتی
اور ولی اللہ ہے۔
حالانکہ خدا اور ان کے رسول کا فرمان ہے کہ اہلبیت کی محبت جزو اعظم ایمان
ہے اور ان کی پیروی ذریعہ نجات اور پروانہ دخول جنت ہے اور ان کی
مخالفت گمراہی اور دلیل نفاق ہے جس کی تفصیل ابتداء کتاب مین گذر
چکی وہاں دیکھئے۔
کیا صحابیت بعد رسول اللہ صلعم سب سے بلند درجہ ہے ؟ علماء اہلسنت کا دعویٰ
ہے اسلام مین پیغمبر ص کے بعد بس صحابی کا رتبہ سب سے بلند ہے چنانچہ مولانا
احمد یار خان صاحب خطیب جامع چوک گجرات پاکستان اپنی کتاب (حضرت امیر معاویہ)

ص۱۱ میں لکھتے ہیں کہ :- اسلام میں صحابیت سب سے بڑا درجہ ہے پیغمبر کے بعد
صحابی ہی اعلیٰ رتبہ والے ہیں تمام دنیا کے اولیا اقطاب - ابدال - غوث صحابی
کی گرد کو نہیں پہونچ سکتے اور کیوں نہ ہو کہ صحابی صحبت یافتہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ
والثناء ہیں اس کے مکمل دلائل عنقریب بیان کئے جائینگے -
یوں سمجھو کہ جہاد کرنے والا غازی ہے قرآن پڑھنے والا قاری - نماز پڑھنے والا
نمازی - اسلامی فیصلے کرنے والا قاضی - کعبہ کو دیکھ آنے والا حاجی - مگر چہرہ
پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنے والا صحابی ہے حضور کے بعد مسلمانوں میں
حاجی غازی نمازی - قاضی - ہو سکتے ہیں مگر صحابی کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے -
پھر ص۱۲ میں لکھتے ہیں کہ - پھر جیسے سارے فرشتوں میں چار سردار اور سارے نبیوں
میں چار پیغمبر ہی شان والے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام داؤد علیہ السلام عیسیٰ
علیہ السلام اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم - ایسے ہی تمام صحابہ کرام
میں چار صحابہ بہت اعلیٰ شان والے ہیں یعنی خلفاء راشدین ابوبکر صدیق -
عمر فاروق - عثمان غنی - علی حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین - پھر عشرہ
مبشرہ پھر عام اہل بدر - پھر عام اہل احد پھر تمام بیعت الرضوان والے پھر
بیعت عقبہ والے پھر سابقین یعنی وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف
نماز پڑھی پھر فتح مکہ والے یا اس کے بعد ایمان لانے والے (مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ)
جواب ۴ افسوس ہے کہ علماء اہلسنت محبت صحابہ میں جاہل مسلمانوں کو کس کس طرح دھوکہ دیتے ہیں

اور فرمان خدا و رسول کو بڑی دلیری کے ساتھ رد کیا ہے ۔

مولانا نے دعویٰ کیا ہے کہ صحابیت بعد رسول اللہؐ سب سے بلند و اعلیٰ مرتبہ
ہے لیکن اس کے ثبوت میں نہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کی نہ حضرت رسول اللہ
کی کوئی حدیث بلکہ سب سے بہتر دلیل اپنے خیال میں مولانا نے یہ پیش کی کہ
کیوں نہ ہو کہ صحابی صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ علیہ التحیۃ و الثناء ہیں ۔
تو اب مولانا سے کون پوچھے نیز جبکہ بالفرض حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت
میں بیٹھنے کا اور حضرت کے دیدار کا یہ مرتبہ ہے تو اس کے متعلق کیا کہئے گا
جس نے رسول کو دیکھا بھی اور آپ کی صحبت میں بیٹھا بھی پھر اس کا گوشت پیغمبر
کا گوشت اور اس کا خون پیغمبر کا خون ہو جو پیغمبر کی آغوش کا پالا ہوا جو برسوں
پیغمبر کی پشت مبارک پر کبھی دوش مبارک پر سوار ہوا کیا ہو جس کے متعلق پیغمبر
نے خود فرمایا ہو کہ علی منی و انا من علی لحمہ لحمی و دمہ دمی و ھو منی بمنزلۃ
ھارون من موسیٰ یا ام سلمہ اسمعی و اشھدی ھذا علی سید المسلمین ۔
(ینابیع المودۃ باب) یعنی علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں ان کا گوشت
میرا گوشت ہے اور ان کا خون میرا خون ہے اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون
کے ہیں موسیٰ سے اے ام سلمہ سنو اور گواہ رہو کہ یہ علی کل مسلمانوں
کے سردار اور آقا ہیں ۔ اس مضمون کی حدیثیں مسند احمد بن حنبل اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں متعدد طرق سے مروی ہیں ۔
نیز حضرت نے فرمایا کہ علی منی بمنزلہ راسی من بدنی (صواعق محرقہ ص ۷۵
حدیث ۳۵ و وسیلۃ النجات ص ۱۳۳) یعنی علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ
سر کو میرے جسم سے ہے ۔

تو پھر آپ کی اس دلیل سے [illegible] فضیلت کو افضل الناس بنا دیا [illegible]

وعن ابی هریرہ قال قالت فاطمۃ ؑ قال رسول اللہ ؐ یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ اطلع علی اهل الارض فاختار رجلین احدهما ابوک والاخر بعلک۔ (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ و ازالۃ الخفا فارسی مقصد ۲ صفحہ ۲۳۲ ووسیلۃ النجات صفحہ ۱۳۲ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والخطیب عن ابی هریرہ) یعنی ابو ہریرہ نے کہا کہ حضرت فاطمہ ؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ پروردگار عالم نے تمام اہل زمین پر نگاہ ڈالی تو اس میں سے دو شخصوں کو چنا ایک تمہارا باپ اور دوسرا تمہارا شوہر۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ساری دنیا سے افضل صرف دو شخص ہی ایک حضرت رسول اللہ ؐ اور دوسرے حضرت علی ؑ

نیز حذیفہ رضہ نے حضرت رسول اللہ ؐ سے اور عطا نے حضرت عائشہ سے اور جابر بن عبد اللہ انصاری نے اور حضرت علی ؑ نے حضرت رسول اللہ ؐ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ علی خیر البشر من ابی فقد کفر (ارجح المطالب صفحہ ۸ و مودۃ القربیٰ مودۃ ۲) یعنی علی ؑ خیر البشر ہیں جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔

اور امام المفسرین ابو القاسم حسکانی نے اپنی تفسیر شواہد التنزیل میں سورہ بینہ آیت ۷ یعنی آیت اولئک هم خیر البریۃ کی تفسیر میں حضرت رسول اللہ ؐ سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ ؐ وهو یتکی علی صدر علی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریۃ هم شیعتک ومیعادی معکم علی الحوض اذا اجتمعت الامم للحساب تدعون بوجوہ وایدی وارجل

مبیضۃ منورۃ - یعنی حضرت رسول اللہؐ نے جبکہ آپ حضرت علیؑ کے سینہ پر تکیہ کئے ہوئے تھے آیت خیر البریۃ پڑھی (یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل صالح کئے وہی بہترین خلق اللہ ہیں) اور فرمایا کہ وہ تمہارے شیعہ ہیں اور میری اور تملوگوں کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جبوقت ساری مخلوق حساب کے لئے جمع ہوگی تو تم لوگ اس حالت میں پکارے جاؤ گے کہ تمہارے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہونگے -

اس حدیث کو محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ الطالب ص ۱۱۹ میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ باب ۱۱ ص ۹۶ میں اور خوارزمی نے مناقب فصل ۱۷ میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے اور تذکرہ خواص امت میں ابو سعید خدری سے اور ابن اثیر نے نہایہ جلد ۳ میں اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اسی طرح بہت سے علماء اہلسنت نے روایت کیا ہے -

پس جبکہ حضرت علیؑ کے شیعے بہترین خلق اللہ ہیں تو خود حضرت امیر المومنین سے درجات کی بلندی کا کوئی کیا تصور کر سکتا ہے

محمد یار خان صاحب نے لکھا ہے کہ جیسے سارے فرشتوں میں چار سردار اور سارے نبیوں میں چار پیغمبر بڑی شان والے ہیں ویسے ہی سارے صحابہ میں چار صحابہ بڑی شان والے ہیں -

سوال یہ ہے کہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی فضیلتیں تو قرآن اور احادیث رسول سے ثابت ہیں لیکن صحابہ کی افضلیت قرآن کی کسی آیت سے یا رسول اللہؐ کی کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے مولانا نے نہیں لکھا اور اگر بالفرض موصوف کے اسی دعویٰ

کو دلیل سمجھ لیا جائے تو اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح سارے انبیا میں چار بڑی شان والے تھے اور ان چاروں میں ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ص سب سے افضل اور سید المرسلین اور محبوب رب العالمین تھے اسی طرح چاروں صحابہ میں حضرت امیر المومنین سب سے افضل اور سید الوصیین اور محبوب خدا اور محبوب سید المرسلین تھے اور جس طرح چاروں انبیاء میں ہمارے رسول کا دین ناسخ ادیان سابقین تھا کہ اب ان پر عمل کرنا کفر اور حرام ہے اسی طرح چاروں خلفاء میں آخری خلیفہ حضرت علی ع کی شریعت اور آپ کے فتوے خلفاء سابقین کی شریعتوں اور فتووں کے ناسخ ہیں اور اب خلفاء ثلثہ کی فتووں پر عمل کرنا کفر اور حرام ہے۔

مولانا نے صحابہ کی افضلیت پر سورہ حدید کی اس آیت سے دلیل پیش کی ہے کہ ارشاد باری ہے کہ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل ط اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ط وکلا وعد اللہ الحسنیٰ ٥ یعنی تم لوگوں میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ کے قبل صدقہ دیا اور جہاد کیا وہ ٥ بڑے درجہ والے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد صدقات دے اور جہاد کیا اور اللہ نے سب سے جنت کا دعدہ کیا ہے۔

لیکن اس آیت کو مولانا کے دعویٰ سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے کیونکہ اولا یہ آیت ان اصحاب صالحین کی شان میں نازل ہوئی ہے جو فتح مکہ سے قبل سچے دل سے ایمان لائے پھر اس ایمان پر مرتے دم تک ثابت قدم بھی رہے اور جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنا مال خلوص نیت کے ساتھ خرچ کیا اور خدا کی راہ میں جہاد بھی کیا۔ اور ایسے

اصحاب کی تعداد بہت تھی۔ لہذا اس سے فتح مکہ کے قبل ایمان لانے والے کل صحابہ کی فضیلت نہیں ثابت ہوتی
اور کلبی نے جو لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہے یہ کلبی کی ذاتی رائے ہے
اس کے متعلق کوئی روایت صحیح موجود نہیں ہے نیز خلاف درایت بھی ہے کیونکہ پروردگار عالم
نے اس آیت میں اصحاب رسول کی پہلی صفت یہ بیان کی ہے کہ انلوگوں نے قبل فتح مکہ خدا کی راہ
میں اپنا مال خرچ کیا تھا یہ صفت حضرت ابوبکر میں نہیں پائی جاتی کیونکہ آپ نے ایسے سخت وقت میں بھی جبکہ حضرت
رسول اللہ کو چالیس بنی ہاشم کے ساتھ کفار قریش نے شعب ابوطالب میں قید
کر دیا تھا اور وہ لوگ تین سال تک جنگل کی گھاس اور پتیاں کھا کر بسر کرتے
رہے یا کبھی کبھی کفار نے پوشیدہ طور پر کچھ کھانا پانی پہونچا دیا۔ حضرت رسول اللہ کی
ایک آبخورہ پانی یا ایک روٹی سے بھی مدد نہ کی حالانکہ آپ مکہ ہی میں موجود تھے
اور آزادی کے ساتھ مکہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے۔
پھر شب ہجرت ایسے سخت وقت میں جبکہ حضرت رسول اللہ کیلئے موت و زندگی
کا سوال درپیش تھا اور تقریبا تین سو میل کا سفر طے کرنا تھا حضرت ابوبکر نے
دو سو درہم کا اونٹ حضرت کے ہاتھ نو سو درہم میں فروخت کیا یعنی سات سو
روپئے نفع لیا (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۷۷ مولفہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی)
حالانکہ آنحضرت نے فرمایا کہ جس دام میں تم نے لیا ہے اسی دام پر لونگا
(فتح الباری شرح بخاری واقعہ شب ہجرت) اور حالانکہ آپ محتاج بھی نہ تھے بلکہ شب ہجرت
آپ کے پاس پانچ ہزار درہم موجود تھے (تاریخ الخلفاء ص ۲۶)
تو ایسے شخص کے متعلق یہ دعوی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ
کیا قابل قبول نہیں۔

دوسری صفت خداوند عالم نے ان اصحاب کی یہ بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے خدا کی راہ میں جہاد کیا لیکن حضرت ابوبکر نے ساری زندگی میں نہ کبھی کسی کافر کو قتل کیا نہ کبھی خود کوئی زخم کھایا نہ کسی کافر کو کوئی زخم لگایا بلکہ عموماً لڑائیوں میں حضرت رسول اللہ ص کو نرغہ کفار میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر مفسرین کا یہ کہنا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

ثانیاً اینکہ یہ آیت فتح مکہ کے قبل خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کی افضلیت کو صرف ان لوگوں پر ثابت کرتی ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور انہوں نے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا۔ لیکن ساری امت پر جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہے ان کی افضلیت کو ثابت نہیں کرتی

ایمان بالغیب رکھنے والے صحابہ سے افضل ہیں * علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ اعلم انہ وقع خلاف فی التفضیل بین الصحابہ ومن جاء بعدہم من صالحی ہذہ الامۃ فذہب ابو عمر بن عبد البر الی انہ یوجد فیمن یاتی بعد الصحابہ من ہو افضل من بعض الصحابہ - یعنی اس امر میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا صحابہ افضل ہیں یا وہ صالحین امت جو صحابہ کے بعد پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہیں گے ابو عمر ابن عبد البر نے کہا ہے کہ بہت سے لوگ جو صحابہ کے بعد پیدا ہونے والے ہیں صحابہ سے افضل ہیں اور اس نے اپنے اس دعوے پر حسب ذیل دلیلیں پیش کی ہیں۔

۱ حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا کہ طوبی لمن رانی وامن بی مرۃ وطوبی لمن لم یرنی وآمن بی سبع مرات - یعنی خوشحال اس شخص کا جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا ایک مرتبہ اور خوشحال اس کا جس نے مجھ کو نہیں دیکھا

لیکن مجھ پر ایمان لایا سات مرتبہ۔

ع۲ بجبر عمر رضی اللہ قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتی رون
ای الخلق افضل قلنا الملائکۃ قال وحق لھم بل غیرھم قلنا الانبیاء قال و
حق لھم بل غیرھم ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ایمانا قوم فی اصلاب
الرجال یومنون بی ولو یرونی فھم افضل الخلق ایمانا۔ یعنی حضرت عمر نے بیان
کیا کہ ہم لوگ ایک روز خدمت رسول اللہ صلعم میں بیٹھے تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ کیا
تم لوگ جانتے ہو کہ کون لوگ افضل ہیں ایمان میں ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ملائکہ
فرمایا کہ حق ہے ان کا ان کے علاوہ بتاؤ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ انبیاء ع فرمایا
حق ہے ان کا ان کے علاوہ بتاؤ پھر فرمایا کہ ساری خلقت میں افضل الایمان
وہ قوم ہے جو ابھی لوگوں کی صلب میں ہے وہ مجھ پر بے دیکھے ایمان لائے گی
وہ ہے افضل الخلق ایمان میں (اخرجہ الطیالسی)

ع۳ فرمایا کہ مثل امتی مثل المطر لا یدری آخرہ خیر ام اولہ یعنی میری امت
کی مثال باران کی ہے نہیں معلوم کہ کس کا اول بہتر ہے یا آخر (ترمذی)

ع۴ فرمایا لیدرکن المسیح اقواما انھم لمثلکم او خیر ثلاثا ولن یخزی اللہ
امۃ انا اولھا والمسیح آخرھا۔ یعنی میری امت سے ایک قوم حضرت مسیح ع
سے ملاقات کرے گی وہ تمہارے مثل ہوگی یا تم سے بہتر اور خدا ہرگز اس امت
کو محروم نہ کرے گا جس کا اول میں ہوں اور آخر مسیح ع۔ (ابن ابی شیبہ)

ع۵ فرمایا تاتی ایام للعامل فیھن اجر خمسین قیل منھم او منا یا رسول اللہ
قال بل منکم۔ یعنی فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں عمل نیک کرنے والوں

کو پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں کے پچاس
آدمیوں کا اجر ملے گا یا ہم میں کے پچاس آدمیوں کا فرمایا بلکہ تم میں کے پچاس
آدمیوں کے برابر اجر ملے گا (ترمذی) یعنی ایک آدمی کو پچاس صحابہ کے برابر اجر ملے گا۔
ع ۶ روی ان عمر بن عبد العزیز لما ولی الخلافۃ کتب الی سالم ابن عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہم ان اکتب لی سیرۃ عمر بن الخطاب لاعمل بہا فکتب
الیہ سالم ان عملت بسیرۃ عمر فانت افضل من عمر لان زمانک لیس کزمان
عمر ولا رجالک کرجال عمر وکتب الی فقہاء زمانہ فکلہم کتب بمثل قول سالم
قال ابو عمر فہذہ الاحادیث تقتضی مع تواتر طرقہا وحسنہا التسویۃ بین
اول ہذہ الامۃ واٰخرہا فی فضل العمل یعنی عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ
ہوئے تو انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر کے پاس لکھا کہ میرے پاس عمر بن
خطاب کی سیرت لکھ کر بھیجئے تاکہ میں اس پر عمل کروں تو سالم نے ان کو لکھا
کہ اگر آپ نے ان کی سیرت پر عمل کیا تو ان سے افضل ہو جائیں گے اسلئے کہ نہ
ان کے جیسا زمانہ آپ نے پایا ہے نہ ان کے جیسے لوگ پائے ہیں۔ پھر عمر بن
عبد العزیز نے اپنے زمانے کے کل فقہاء کے پاس یہی سوال لکھ کر بھیجا تو سب نے
وہی جواب دیا جو سالم نے دیا تھا۔
ان دلیلوں کے لکھنے کے بعد علامہ ابو عمر عبد البر نے لکھا ہے کہ یہ متواتر اور حسن
حدیثیں ثابت کر رہی ہیں کہ فضل عمل میں اس امت کے اول اور آخر والے
یعنی صحابی و غیر صحابی سب برابر ہیں۔
پھر کہا ہے اور حدیث خیر الناس قرنی الخ لیس علی عمومہ لانہ جمع المنافقین

واهل الکبائر الذین قام علیھم وعلی بعضھم الحدود ۱۳ یعنی باقی رہا حدیث خیر
الناس قرنی الخ یعنی بہترین ناس ہمارے زمانے کے لوگ ہیں تو یہ عام طور پر
صحیح نہیں ہے کیونکہ اسمیں تو منافقین اور اہل کبائر بھی آجائینگے جنپر شرعی حدین
جاری ہوئیں (صواعق محرقہ ص ۱۲۶)

۷۔ پھر ص ۱۲۷ میں لکھا ہے کہ اور یہ حدیث بھی ہے جس کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور
دوسرے علماؤں نے حسن کہا ہے کہ لوگوں نے حضرت سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ
کیا کوئی ہملوگوں سے افضل بھی ہے اسلمنا معک وجاھدنا معک قال قوم
یکونون من بعدکم یومنون بی ولم یرونی - یعنی ہملوگ آپ پر ایمان لائے
اور آپکے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کیا فرمایا ہاں وہ قوم تملوگوں سے افضل
ہے جو تمہارے بعد ہوگی اور بمجھ پر بے دیکھے ایمان لائے گی۔

۸۔ پھر ص ۱۲۸ میں لکھا ہے کہ واخرج الانصاری عن انس ان رسول اللہ صلعم قال
یا ابابکر لیت انی لقیت اخوانی فقال ابوبکر یا رسول اللہ نحن اخوانک
قال لا انتم اصحابی - اخوانی الذین لم یرونی و صدقوا بی و احبونی
حتی لانی احب الی احدھم من ولدہ و والدہ قالوا یا رسول اللہ نحن
اخوانک قال لا انتم اصحابی - یعنی انصاری نے انس سے روایت کی ہے حضرت
رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا تو ابوبکر
کہا کہ یا رسول اللہ ہملوگ آپکے بھائی ہیں فرمایا نہیں تملوگ میرے اصحاب ہو میرے بھائی
وہ لوگ ہونگے جو بے دیکھے مجھ پر ایمان لائینگے اور میری تصدیق کرینگے اور میری محبت
انکے دلوں میں انکی اولاد اور انکے والدین سے بھی زیادہ ہوگی یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا

کہ ہم لوگ آپ کے بھائی ہیں فرمایا نہیں تم لوگ میرے اصحاب ہو۔
انہیں حدیثوں کی بنا پر عبدالعزیز صاحب نے اپنے فتاویٰ ص ۱۰۲ میں اور نواب صدیق حسن خان
اہلحدیث نے اپنی کتاب بغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص ۸۶ میں کل صحابہ کے افضل
امت اور عادل ہونے سے انکار کیا ہے۔

نیز ابن عقیل نے نصائح کافیہ ص ۱۳۲ میں کل صحابہ کے افضل امت ہونے سے انکار
کیا ہے اور انہی حدیثوں سے استدلال کیا ہے پھر لکھا ہے کہ وروی عن ابن
سیرین بسند صحیح ان الامام المہدی یکون افضل من ابی بکر و عمر (نصائح کافیہ
ص ۱۳۳) یعنی ابن سیرین سے بسند صحیح منقول ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ابوبکر
و عمر سے افضل ہوں گے۔

یہ حضرت رسول اللہ ص کی حدیثیں ہیں اور جلیل القدر علماء اہلسنت کے اقوال ہیں
کیا ان دلائل کے موجود ہوتے ہوئے صحابہ کو افضل امت کہنا صحابہ پرستی
اور تکذیب خدا و رسول نہیں تو اور کیا ہے فقط

السید علی الرضوی قمی گوپالپوری
در اترولہ ضلع گونڈہ ۱۵ ماہ صفر سنہ ۱۳۹۲ھ
روز جمعہ مطابق ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۷۲ء

فہرست مضامین کتاب ثقلین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	محبت اہلبیتؑ اجر رسالت ہے	
۲	بغیر محبت اہلبیت کوئی عبادت قبول نہیں	
۳	بغیر محبت اہلبیت کوئی مومن نہیں ہو سکتا	
۴	اہلبیت کی محبت کے متعلق روز قیامت سوال کیا جائے گا	
۵	محبت اہلبیت اسلام کی بنیاد ہے	
۶	محبت اہلبیت پروانہ دخول جنت ہے	
۷	جو روز قیامت رسول اللہ کی شفاعت کا خواہاں ہو اہلبیت سے محبت کرے	
۸	اہلبیت سے محبت کرنے والے حضرت رسول اللہ کے ساتھ داخل بہشت ہونگے	
۹	اگر محمد وآل محمد نہ ہوتے تو آسمان و زمین پیدا نہ کئے جاتے۔	
۱۰	محمد وآل محمد وجہ بقاء زمین و آسمان ہیں	
۱۱	محمد وآل محمد کی وجہ سے بندوں کو روزی عطا ہوتی ہے۔	
۱۲	اہلبیت کی دشمنی کا انجام جہنم ہے	
۱۳	دشمنان اہلبیت سے ہوشیار	
۱۴	دین اسلام کو فرقہ بندی سے بچانے کا اہتمام	
۱۵	حدیث ثقلین۔	
۱۶	حدیث ثقلین کے راوی	
۱۷	کتابوں کے حوالے	
۱۸	حدیث ثقلین سے حسب ذیل نتائج برآمد ہوئے۔	
۱۹	حضرت رسول اللہ کے برحق خلفاء جنکی اطاعت مسلمانوں پر فرض کی گئی بارہ ہیں۔	
۲۰	علمائے اہلسنت میں اضطراب	
۲۱	حدیث اثنا عشر خلیفہ سے ائمہ اہلبیت مقصود ہیں۔	
۲۲	ائمہ اثنا عشر کے اسماء گرامی	
۲۳	حضرت رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی ہی میں اپنا خلیفہ بنا کر دنیا سے اٹھے۔	
۲۴	واقعہ غدیر خم۔	
۲۵	حدیث غدیر متواتر ہے۔	

نمبر شمار		صفحہ	نمبر شمار		صفحہ
۲۶	حدیث متواتر کا منکر کافر ہے		۴۰	دفع اشتباہ	
۲۷	کیا سب بدل گئے ایک شبہہ		۴۱	دوسرا شبہہ	
۲۸	جواب شبہہ		۴۲	استدلال بر عصمت اہلبیت ع	
۲۹	حضرت امیرالمومنین نے تلوار کیوں نہیں نکالی		۴۳	دوسرا طرز استدلال	
۳۰	کیا بعد رسول اللہ صحابہ کا بدل جانا ممکن تھا		۴۴	تیسرا طرز استدلال	
۳۱	صحابی کی تعریف		۴۵	اہلبیت رسول بعد رسول اللہ ساری امت سے افضل ہیں -	
۳۲	اصحاب صالحین کی مدح - قرآن میں		۴۶	حضرت ابوبکر پچاس آدمیوں کے بلند اعمال لائے	
۳۳	بعض صحابہ کی مذمت - قرآن میں		۴۷	اہلبیت رسول پانچ باتوں میں حضرت رسول اللہ کے برابر تھے	
۳۴	بعض صحابہ کے ارتداد کے متعلق حضرت رسول اللہ صلعم کی حدیثیں -		۴۸	حضرت رسول اللہ پر درود پڑھنے کا طریقہ	
۳۵	سارے صحابہ کو عادل و متقی سمجھنا سبب گمراہی و ہلاکت ہے -		۴۹	تشہد میں محمد و آل محمد پر درود بھیجنا فرض ہے -	
۳۶	کیا قرآن کے اعتبار کے لئے سارے صحابہ کی عدالت کا اقرار ضروری ہے		۵۰	بغیر اہلبیت پر درود بھیجے دعا قبول نہیں -	
۳۷	اطاعت و پیروی اہلبیت کی اتنی تاکید کیوں -		۵۱	اہلبیت رسول اہل جنت کے سردار ہیں -	
۳۸	اہلبیت رسول معصوم ہیں -		۵۲	اہلبیت رسول اعلم امت ہیں و بغیر معلم قرآن ہیں -	
۳۹	اہلبیت رسول کون ہیں -		۵۳	اہلبیت رسول محافظ دین پروردگار ہیں	
			۵۴	حضرت رسول اللہ ص کے علوم سوا اہلبیت کے کسی سے نہیں مل سکتے -	

نمبر شمار		صفحہ	نمبر شمار		صفحہ
۵۵	حضرت رسول اللہ ص سے صحابہ نے کیا لیا		۷۳	اجتہاد کی تیسری سند حضرت عمر کو امت سے عطا کی -	
۵۶	صحابہ کی روایت احادیث		۷۴	بعد رسول اللہ حضرت عمر کے اجتہاد کے چند نمونے -	
۵۷	جھوٹی حدیثیں بنانے کا سلسلہ رسول اللہ کی زندگی ہی سے شروع ہوگیا تھا		۷۵	دوسروں سے سوال -	
۵۸	صحابہ کا علم قرآن		۷۶	بیشمار غلطیاں -	
۵۹	اجتہاد کی تعریف		۷۷	شریعت اسلام میں حضرت عمر کی ایجادات	
۶۰	صحابہ کا اجتہاد اور اس کا انجام		۷۸	تراویح -	
۶۱	شریعت میں قیاس آرائی		۷۹	غیر معصوم کی تقلید گمراہی ہے -	
۶۲	قیاس کی تعریف اور اس کی قسمیں		۸۰	حضرت رسول اللہ صلعم کے زمانے میں تراویح نہ تھی -	
۶۳	اجماع صحابہ		۸۱	اذان میں رد و بدل -	
۶۴	شریعت اسلام میں قیاس دوڑانے کی نوبت		۸۲	الصلوۃ خیر من النوم -	
۶۵	حضرت عمر کے اجتہاد کی سندیں		۸۳	کیا اذان حضرت عمر کے مشورہ سے جاری ہوئی -	
۶۶	پہلی سند خود خداوند عالم نے عطا فرمائی		۸۴	اذان بوحی پروردگار جاری ہوئی تھی -	
۶۷	ازالۃ الخفا کی روایت سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں -		۸۵	متعہ -	
۶۸	اس آیت کی صحیح شان نزول				
۶۹	دوسری سند حضرت رسول اللہ نے عطا فرمائی				
۷۰	رسول ص کی مخالفت حرام ہے -				
۷۱	مخالفت خدا و رسول کرنے والوں کے متعلق قرآن کی آیتیں -				
۷۲	صحابہ کی مخالفت پر حضرت رسول اللہ صلعم کیوں خاموش تھے				

نمبر شمار		صفحہ
۸۶	انکار و تاویل۔	
۸۷	دعوائے نسخ۔	
۸۸	جواب۔	
۸۹	چند مسائل۔	
۹۰	نکاح متعہ کے چند احکام۔	
۹۱	حضرت عمرؓ نے یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کے قوانین اسلام میں داخل کر لئے	
۹۲	شریعت اہلسنت شریعت صحابہ ہے	
۹۳	صحابہ کرام اور ائمہ اہلسنت کے بے لگام فتووں کے متعلق علمائے اہلسنت کی رائیں۔	
۹۴	ائمہ اربعہ کے متعلق علمائے اہلسنت کی رائیں۔	
۹۵	امام ابو حنیفہ۔	
۹۶	امام مالک۔	
۹۷	امام شافعی۔	
۹۸	امام احمد بن حنبل۔	
۹۹	قیاسی فتووں کے چند نمونے	
۱۰۰	حدیث سازی کا طوفان۔	
۱۰۱	صحیح بخاری۔	
۱۰۲	امام بخاری کا اجتہاد۔	
۱۰۳	صحیح مسلم۔	
۱۰۴	ترمذی وغیرہ۔	
۱۰۵	امام ابو حنیفہ کے فضائل۔	
۱۰۶	صراط مستقیم مذہب اہلبیت ہے۔	
۱۰۷	امت نے اجر رسالت کیونکر ادا کیا۔	
۱۰۸	صحابہ کو برا نہ کہو۔	
۱۰۹	حدیث قرطاس۔	
۱۱۰	حضرت رسول اللہ کیا لکھوانا چاہتے تھے۔	
۱۱۱	دوسری مخالفت رسول جیش اسامہ سے تخلف۔	
۱۱۲	واقعہ جیش اسامہ سے حسب ذیل نتائج برآمد ہوئے۔	
۱۱۳	حضرت ابوبکر کی پشیمانی	
۱۱۴	صحابہ نے اپنے رسول کا جنازہ تین دن بے گور و کفن چھوڑ دیا۔	
۱۱۵	حضرت علیؑ اور ان کی اولاد ہمیشہ کیلئے خلافت سے محروم کر دیگئی	
۱۱۶	بغاوتیں	
۱۱۷	حضرت امام حسنؑ کا دور خلافت	
۱۱۸	شہادت حضرت امام حسنؑ	
۱۱۹	حضرت امام حسنؑ کے جنازہ پر تیروں کی بارش	
۱۲۰	حضرت امام حسینؑ کا دور امامت	
۱۲۱	حضرت امام زین العابدینؑ کا دور امامت	
۱۲۲	حضرت امام محمد باقرؑ کا دور امامت	
۱۲۳	حضرت امام جعفر صادقؑ کا دور امامت	
۱۲۴	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا دور امامت	
۱۲۵	حضرت امام علی رضاؑ کا دور امامت	
۱۲۶	حضرت امام محمد تقیؑ کا دور امامت	
۱۲۷	حضرت امام علی نقیؑ کا دور امامت	
۱۲۸	حضرت امام حسن عسکریؑ کا دور امامت	
۱۲۹	حضرت امام آخر الزمانؑ کا دور امامت	
۱۳۰	خدا کے مقرر کردہ بارہ خلفاء رسولؐ	
۱۳۱	امت کے مقرر کردہ خلفاء جنہوں نے ان پر ظلم کیا اور لوٹا اور قتل کیا۔	
۱۳۲	بزرگان اسلام سے سوال۔	
۱۳۳	خدا کی تلوار۔	
۱۳۴	گیارہ ائمہ اہلبیت کے دور میں بتیس ۳۲ خلفاء جمہور گذر گئے۔	
۱۳۵	مسلمانوں نے ائمہ اہلبیتؑ کا اجتہاد نہیں قبول کیا۔	
۱۳۶	حضرت علیؑ کے دور امامت میں حضرت ابوبکر و عمر کی تقلید کی گئی۔	
۱۳۷	حضرت امام حسن اور امام حسینؑ کے دور امامت میں حسن بصری مجتہد ہوئے۔	
۱۳۸	حضرت امام زین العابدینؑ کے دور امامت میں۔	
۱۳۹	حضرت امام محمد باقرؑ کے دور امامت میں۔	
۱۴۰	حضرت امام جعفر صادقؑ کے دور امامت میں۔	
۱۴۱	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے دور امامت میں۔	
۱۴۲	حضرت امام علی رضاؑ کے دور امامت میں۔	
۱۴۳	حضرت امام محمد تقیؑ کے دور امامت میں۔	
۱۴۴	حضرت امام علی نقیؑ کے دور امامت میں۔	
۱۴۵	حضرت امام حسن عسکریؑ کے دور امامت میں۔	

نمبر شمار — صفحہ

١٤٦ علوم واصول ائمہ اہلبیتؑ
١٤٧ کافی -
١٤٨ من لا یحضرہ الفقیہ -
١٤٩ تہذیب -
١٥٠ استبصار وغیرہ -
١٥١ نہج البلاغہ -
١٥٢ صحیفہ کاملہ -
١٥٣ مسلمانوں نے دشمنان اہلبیت سے حدیثیں
١٥٤ لیں لیکن اہلبیت سے نہ لیں -
١٥٥ صحاح ستہ کے چند خارجی اور ناصبی
راویوں کے نام -
١٥٦ صحاح ستہ کے چند حدیث ساز راوی
١٥٧ مسلمانوں نے نوے برس تک ستر ہزار
ممبروں پر اہلبیت کو دشنام دیا
١٥٨ عمر بن عبد العزیز نے اس رسم بد کو
کیونکر بند کیا -
١٥٩ امام نسائی کی موت -
١٦٠ اہلبیت کی توہین توہین خدا و رسول ہے

نمبر شمار — صفحہ

١٦١ اہلبیتؑ کو اسلامی حکومتوں میں کوئی
چھوٹا یا بڑا عہدہ بھی نہیں دیا گیا -
١٦٢ صحابہ کے فتوحات -
١٦٣ فتوحات خلفاء ثلاثہ کے متعلق حضرت
رسول اللہ ص کی حدیثیں -
١٦٤ مسلمانوں نے دشمنی اہلبیت کا نام اسلام
اور ان کی محبت کا نام رفض رکھا -
١٦٥ سنی کون -
١٦٦ ازواج رسول -
١٦٧ صحابہ -
١٦٨ عشرہ مبشرہ -
١٦٩ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان -
١٧٠ حضرت امیر المومنین -
١٧١ زبیر بن عوام -
١٧٢ طلحہ بن عبد اللہ -
١٧٣ عبد الرحمن بن عوف -
١٧٤ سعد بن ابی وقاص -
١٧٥ ابو عبیدہ جراح -

نمبر شمار — صفحہ

١٧٦ سعید بن زید -
١٧٧ سوال -
١٧٨ راوی -
١٧٩ حدوث -
١٨٠ رافضی اور شیعہ کون -
١٨١ دارقطنی شیعہ تھے
١٨٢ امام نسائی شیعہ تھے
١٨٣ امام شافعی تقیہ باز شیعہ تھے
١٨٤ امام حاکم صاحب مستدرک شیعہ تھے
١٨٥ کیا صحابیت بعد رسول اللہ سب سے
بلند درجہ ہے -
١٨٦ جواب
١٨٧ ایمان بالغیب رکھنے والے صحابہ سے افضل ہیں -